REGD. No P.67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷ ۹

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ر فروری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل تار آج یہاں محترم امیر صاحب مقامی کے نام موصول ہوا۔ جو ربوہ سے ۱۲ر فروری کو دیا گیا تھا۔

"تمام درویش بھائیوں تک میرا السلام علیکم پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی برکات سے نوازے اور آپ سب کو خوشی کی زندگی عطا فرمائے۔"

قادیان ۱۹ر فروری محترم سید داؤد احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشان کا مندرجہ ذیل تار محترم امیر صاحب مقامی کے نام آج موصول ہوا۔

"السلام علیکم۔ تمام درویشوں کی خیریت سے اطلاع دیں"۔

قادیان ۱۲ر فروری۔ یہ امر بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ معاہدہ تاشقند کے نتیجہ میں پاک و ہند کے درمیان ڈاک تار اور ٹیلیفون کے سلسلے قریباً ساڑھے پانچ ماہ بند رہنے کے بعد پھر سے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آج ربوہ سے اخبار الفضل کے پرچے پہلی بار موصول ہوئے ہیں۔

ربوہ ۷ار فروری محترم شیخ نصیر الحق صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۵/۱۶ فروری کو لاہور میں فوت ہو کر ۱۷ر فروری کو ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

ربوہ ۱۲ر فروری محترم سید فضل الرحمٰن صاحب فیضی آف منصوری وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخبار الفضل کے آمدہ پرچہ جات سے یہ بھی علم ہوا کہ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی خدمت پر مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق دے اور ان کی تقرری ہر طرح موجب برکت و فضل ہو۔ آمین

قادیان ۲۰ر فروری۔ آج یہاں "یوم مصلح موعود" بڑی شان و شوکت سے منایا گیا۔ مرد اور خواتین نے الگ الگ جلسے منعقد کئے۔ ۱۷ر تا ۲۰ر فروری اطفال اور خدام اور انصار کے کھیلوں کے پروگرام رہے۔ مفصل رپورٹ الگ ملاحظہ فرمائیں۔

قادیان میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

پُر لطف علمی اور ورزشی مقابلے اور احمدیہ سپورٹس کلب کا قیام

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سرپرست پریذیڈنٹ احمدیہ سپورٹس کلب قادیان

"یوم مصلح موعود" کو ہماری جماعت میں ایک خاص تاریخی اہمیت حاصل ہے اور اس اہمیت کے پیشِ نظر ہر سال ربوہ میں بھی اور قادیان میں بھی اور دیگر احمدیہ جماعتوں میں بھی جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جن میں حضرت مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے ہر پہلو کی وضاحت کی جاتی ہے اور مصلح موعود کے کارناموں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ چنانچہ حسبِ سابق امسال بھی جماعت احمدیہ قادیان نے مصلح موعود کی تقریب منائی۔ لیکن اس خوشی کے موقعہ پر خصوصیت سے اس سال یہ اہتمام بھی کیا گیا کہ جلسہ کے علاوہ علمی مقابلوں اور کھیلوں کا بھی پروگرام رکھا گیا۔ یعنی ۱۷-۱۸-۱۹- اور ۲۰ر فروری کو احمدیہ ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔

ٹورنامنٹ کی ایک خصوصیت

یوں تو ہر سکول، کالج اور دیگر کمیٹیوں کی طرف سے دنیا کے ہر خطے میں ٹورنامنٹ ہوتے ہیں لیکن ہمارا یہ ٹورنامنٹ ان سب سے ایک نرالی حیثیت کا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ اس ٹورنامنٹ میں شریک ہونے والے کھلاڑیوں کے لئے ایک اہم شرط یہ تھی کہ وہ حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق پیشگوئی کے ہر پہلو کو اچھی طرح یاد کرے اور باقاعدہ پرچوں پر اس کا امتحان دے۔ اور جو کھلاڑی اس پیشگوئی کے امتحان میں کامیاب ہوگا۔ اور ساتھ ہی کھیلوں میں اول بھی آئے گا وہی انعام کا مستحق سمجھا جائے گا۔ ورنہ اگر کوئی کھلاڑی کھیلوں میں تو نمایاں حیثیت اختیار کر لیتا ہے یعنی ایک دو میں یا کسی کھیلوں میں اول آتا ہے۔ لیکن اس نے اگر پیشگوئی مصلح موعودؓ کا امتحان نہیں دیا۔ یا امتحان دیا تو تھا مگر فیل ہو گیا۔ تو ایسے کھلاڑی کا انعام روک لیا جائے گا۔ چنانچہ کثیر احباب اور کھلاڑیوں نے اس پیشگوئی کے امتحان میں شمولیت اختیار کی جس کو سوالوں جواب کے رنگ میں سائیکلوسٹائل کر کے تقسیم کر دیا گیا تھا تاکہ امتحان دینے والوں کو پیشگوئی کے ہر پہلو سے اچھی طرح واقفیت حاصل ہو جائے۔ گویا یہ ٹورنامنٹ روحانیت اور جسمانیت کا ایک حسین امتزاج پیش کر رہا تھا۔

احمدیہ سپورٹس کلب کا قیام

قادیان میں احمدی نوجوانوں اور بچوں کے لئے حسبِ ذوق کھیلوں کا مستقل انتظام کرنے کے لئے نظارت تعلیم نے پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل منظور کی ہے جس کا نام "احمدیہ سپورٹس کلب" تجویز کیا گیا ہے۔ تاکہ ہمارے نوجوان فٹ بال، والی بال، رنگ رچہ؟ (R) اور دیگر کھیلوں میں باقاعدہ مشق کر کے اچھے کھلاڑی ثابت ہوں، جو اس رنگ میں بھی جماعت کی تبلیغ کے لئے راستہ ہموار کرتے چلے جائیں۔ کیونکہ کھیلوں (Games) کا رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جو تعصب سے عاری ہوتا ہے چنانچہ اس کمیٹی نے سب سے پہلا قدم اس طرف بڑھاتے ہوئے یوم مصلح موعود کے موقعہ پر ایک مختصر سا ٹورنامنٹ کروایا۔ چونکہ کمیٹی کے پاس کھیلوں کے لئے کوئی بھی بجٹ نہیں، اسلئے اس ٹورنامنٹ کے لئے کچھ رقم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے فنڈ میں سے لی گئی اور کچھ بعض دیگر حضرات سے بطور Donations حاصل کی گئی اور بڑے معمولی رنگ میں تقسیم انعامات کا انتظام کیا گیا۔

سال میں دو ٹورنامنٹ

چونکہ درویشان قادیان ایک محدود اور مختصر ماحول میں رہتے ہیں۔ اور نہ اُن کے لئے دلچسپی اور تفریح کا اور نہ کوئی سامان نہیں۔ اسلئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ ٹورنامنٹ کروایا جائے تاکہ درویشان کو دلچسپی کا سامان بھی ہو جائے اور ہمارے نوجوانوں میں سے اچھے کھلاڑی تیار ہوتے رہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر مستقل طور پر ایسا انتظام ہو جائے تو ہمارے نوجوان گیم میں ایک نمایاں پوزیشن حاصل کر سکتے ہیں۔ کمیٹی کے اندازے کے مطابق سال میں دو مرتبہ ٹورنامنٹ کروانے اور مستقل گیمز کا انتظام سال بھر میں جاری رکھنے کے لئے ساڑھے تین ہزار روپے (Rs 5500) کا بجٹ درکار ہے (یہ بجٹ تعلیمک اور فٹ بال فیلڈ کے لئے درکار بجٹ کے علاوہ ہے)

گو ابھی تک سپورٹس کمیٹی کے پاس کوئی مستقل بجٹ نہیں ہے جس سے وہ یہ انتظام کر سکے لیکن مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سامان مہیا فرمائے گا کہ ہم اس کام کو جاری رکھ سکیں گے۔ جس سے ہمارے نوجوان اور درویشوں کی آئندہ نسل صحت برقرار رکھ سکے۔ اور دنیا کے شانہ بشانہ چل کر دین اسلام کی خدمت [illegible] سکے۔ چنانچہ اسی پروگرام کے [illegible] تو یوم مصلح موعود کے موقعہ پر کروایا گیا جس کی مفصل رپورٹ سیکرٹری صاحب احمدیہ سپورٹس کلب آئندہ اشاعت میں پیش کریں گے۔ اور دوسرا ٹورنامنٹ ماہ اکتوبر میں کروانے کا ارادہ ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا بجٹ مکمل کر لینے کی توفیق عطا فرمائی تو ہم ہر سال انہی دو ماہ یعنی ماہ فروری اور ماہ اکتوبر میں اپنے ٹورنامنٹ کروایا کریں گے۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان میں یوم مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب پر جلسہ کا انعقاد

پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر پرمغز تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناظر بی۔ اے قادیان

قادیان ۲۰ر فروری۔ آج صبح نو بجے مسجد اقصیٰ میں جلسہ پیشگوئی مصلح موعود زیر انتظام لوکل انجمن احمدیہ قادیان منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی عمل میں آئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے جو عزیزم محمد اسلم نے کی۔ اس کے بعد عبدالکریم ملکانہ نے نظم پڑھی پھر حسب صدر نے

پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر

پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش سے بھی قبل اس کی تربیت اور نشو و نما کے سامان پیدا فرماتے ہیں اور اس کی روح اور اخلاق کی درستی کے لئے مامورین کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا ہے یہ مامورین کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ الٰہی احکام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اسلام اور قرآن کی عظمت کے لئے نشان دکھانے کا چیلنج دیا تو قادیان کے آریوں نے نشان دکھانے کا مطالبہ کیا۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے جواب میں آپ کو بتایا گیا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور چالیس روز کی چلہ کشی اور شبانہ روز دعاؤں کے بعد ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو پسر موعود کے عظیم الشان نشان آسمانی کا اشتہار شائع فرمایا۔ جس پر مخالفین نے اپنی عادت کے مطابق استہزا کا طریق اختیار کیا چنانچہ لیکھرام پشاوری نے تو یہاں تک اعلان کر دیا کہ تین سال کے اندر اندر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور کوئی نام لیوا تک باقی نہ رہے گا۔ مگر ابھی تین سال نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ عظیم المرتبت پسر موعود ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا۔

اس کے بعد خورشید احمد متعلم مدرسہ احمدیہ نے

پیشگوئی مصلح موعود کا متن

پڑھ کر سنایا اور پھر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

وہ جلد جلد بڑھے گا

کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے بیان کیا کہ کامیاب جرنیل وہی ہوتا ہے جو میسر سامانوں کے ساتھ ہی دشمن کی ہزیمت کے سامان پیدا کر دے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے حضرت مصلح موعود کی طرف سے جاری کردہ سادہ زندگی کی تحریک۔ طبقہ نسواں کی تربیت اور ان کے ذریعہ اسمبلی کے الیکشن میں احمدی نمائندہ کی کامیابی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کے لئے سیاسی مسائل پر تصانیف۔ اور ارتداد ملکانہ کے موقعہ پر احمدی افراد کی خدمات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور آخر میں احمدی مبلغین کے ذریعہ دیگر ممالک میں تبلیغی خدمات بیان کرتے ہوئے ممالک غربیہ سے شائع ہونے والے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا ذکر کیا جس میں وفات مسیح کے اعلان کے ساتھ ہی حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل نے

اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے والا وجود

کے عنوان پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ الفاظ پیشگوئی مصلح موعود کا نقطہ مرکزیہ ہیں۔ حضرت مصلح موعود کو بچپن سے ہی اسلام کی خدمت کا جوش تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر آپ کے جسد مبارک کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ نے عہد کیا کہ اگر تمام دنیا بھی آپ کو چھوڑ جائے گی تو میں اکیلا ہی آپ کے مشن کو دنیا میں پھیلاؤں گا اسی طرح اپنی خلافت کے شروع میں ہی آپ نے منصب خلافت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اسلام کا جو کام ہو وہ میرے ہی ذریعہ ہو۔ چنانچہ آپ نے ایک ایسی جماعت قائم کر دی جو اسلام کے شرف کو دوبالا کر رہی ہے۔

تقریر کے دوسرے حصہ یعنی کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے موضوع پر مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

کے ضمن میں بیان کیا کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کرے وہ مکالمہ الٰہیہ سے حصہ پا لیتا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے حضرت مصلح موعود کے کارنامے "تفسیر کبیر" کی تصنیف اور جماعت احمدیہ کو ایمان بالخلافت پر مستحکم طور پر قائم کر دینے کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور آخر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس چیلنج کو بیان کیا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کی رو سے قرآن پر اعتراض کرے آپ اسے قرآن کریم سے ہی اس کا جواب دیں گے۔

اس کے بعد عزیز شبیر احمد متعلم مدرسہ احمدیہ نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا

کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ شکوہ اور عظمت کے لغوی معنی شان و شوکت، عظمت اور بزرگی کے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ظاہری لحاظ سے عظمت اور شان و شوکت کے تمام سامان مفقود تھے۔ آپ کی پیدائش کے وقت خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت مخالفت کا سامنا تھا۔ رشتہ دار تک آپ کے مخالف تھے۔ پھر مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بچپن میں صحت کی خرابی کے باعث ظاہری تعلیم نہ ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت جب جماعت نے آپ کو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ثانی منتخب کیا تو بعض ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جو سرے سے خلافت کے منکر تھے ایسے مخالفین نے آپ کو نیچا دکھانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ مگر مخالفین کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور خلافت کی عظمت آپ کو حاصل ہوئی۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں مسلمانانِ ہند کے لیڈروں نے آپ کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا۔ یہ خداداد بزرگی ہی تھی کہ بڑے سے بڑے لوگ ملاقات کے وقت اپنے آپ کو حضور کے سامنے طفل مکتب سمجھتے تھے۔ اسی طرح حضور کو استجابت دعا کا شرف بھی حاصل تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

تقریر کے دوسرے حصہ یعنی صاحب دولت کے لحاظ سے مقرر نے آپ کی روحانی دولت کے ضمن قرآن کریم کی تفاسیر کو پیش کیا۔ اور مادی دولت کے ضمن میں شروع زمانہ خلافت میں انجمن کے قرض کو اتارنے کا ذکر کرنے کے بعد خلافت جوبلی کے موقعہ پر جماعت کی طرف سے تین لاکھ روپیہ پیش کرنے کا ذکر کیا

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے نظم پڑھی اور پھر مکرم مولوی انصار احمد صاحب فاضل نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا

کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ اگرچہ جماعت احمدیہ شروع ہی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے کارناموں کی وجہ سے مصلح موعود سمجھتی تھی مگر آپ نے اس وقت تک اعلان نہیں فرمایا۔ جب تک کہ سنہ ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ رؤیا اطلاع نہیں دی کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ نفسی نقطہ آسمان کی تشریح میں مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف سرمہ چشم آریہ میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی ہی اعلیٰ مرتبہ کے ذکر کرنے کے بعد اسی ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علو مرتبہ کا ذکر کیا اور آخر میں نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے مختلف فتنوں کے وقت آپ کے لئے الٰہی تائیدات کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس کے بعد بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مدرسہ احمدیہ نے

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

کے الہامی الفاظ کے موضوع پر تقریر کی جس میں روح سے مراد کلام الٰہی لیتے ہوئے مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے قرآن مجید کے نئے سے نئے معارف بیان کئے جانے کا ذکر کیا اور آپ کو امور غیبیہ سے اطلاع دیئے جانے کے ضمن میں اسلام کی تبلیغ مغربی ممالک میں پھیلنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع کئے جانے اور اسی طرح ربوہ میں پانی کی نایابی کے وقت آپ کے الہام

(باقی صفحہ ۸ پر)

خطبہ جمعہ

مومن کا مقام خوف اور رجاء کے درمیان ہوتا ہے

وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے لیکن اس کے دل میں مایوسی پیدا نہیں ہوتی

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ ؍ جنوری ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
پچھلے دو دن

میری طبیعت

کچھ خراب رہی ہے مجھے گرمی لگ جانے یعنی ہیٹ سٹروک کی تکلیف ہو گئی تھی۔ پرسوں رات قریباً ساری رات ہی میں نے جاگ کر گذاری ہے اسی تکلیف سے نتیجہ میں ساری رات پلپی ٹیشن (Palpitation) یعنی دل کی دھڑکن کی رفتار ڈیڑھ سو سے اوپر رہی اور ضعف بھی بہت محسوس ہوتا رہا۔ آج گو پہلے کی نسبت بہت افاقہ محسوس ہو رہا ہے اور دل کی دھڑکن کی رفتار ۹۰ کے قریب آ گئی ہے (گو یہ رفتار بھی کچھ زیادہ ہے) لیکن ضعف بہت محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس ضعف کی وجہ سے میں خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں حاضر نہ ہوا تو کہیں میرا رب مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور وہ یہ نہ کہے کہ ہم نے جماعت میں تمہاری اتنی محبت اور پیار پیدا کیا ہے اور تم ان کی ملاقات سے بھی محروم ہو رہے ہو۔ اس خوف کی وجہ سے باوجود ضعف کے میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اور اسی مقام خوف کی طرف میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں دوستوں کو متوجہ بھی کیا تھا اور بتایا تھا کہ

مومن کا مقام

خوف اور رجاء کے درمیان ہوتا ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اس سے ڈرتا رہتا ہے اور اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں اس سے کسی ظاہری یا باطنی گناہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس قدر بلند ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اسے اپنے

اعمال کے نتیجہ میں

خوش کر سکتا ہوں۔ پس خدا کا بندہ اپنے اعمال پر کبھی بھروسہ نہیں کرتا۔ وہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی سمجھتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے ممکن ہے اس کے اعمال میں کوئی ظاہری یا باطنی نقص رہ گیا ہو اور خدا تعالیٰ انہیں رد کر دے۔ اور اس مضمون پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی جو گذشتہ جمعہ میں نے دوستوں کو سنائی تھی بڑی وضاحت سے دلالت کرتی ہے لیکن اس خوف کے نتیجہ میں ایک مومن کے دل میں

مایوسی نہیں پیدا ہونی چاہیئے

کیونکہ اس شخص کو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے زندگی گذار دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بہت بڑی بشارت دی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمٰن ع ۳)

یعنی وہ شخص جو اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی بلند شان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر وقت اس کے خوف کا احساس اپنے دل میں رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اپنے عمل کا ایک تحفہ اپنے خدا کے حضور پیش کر رہا ہوں۔ آگے اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے ہم ایسے شخص کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ ہم اسے دو جنتیں دیں گے۔ ان میں سے

ایک جنت وہ ہے

جو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو اس دنیا میں عطا کرتا ہے۔ اور دوسری جنت وہ ہے جو اخروی زندگی میں یعنی اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مومن کو نصیب ہوتی ہے غرض اس خوف کی وجہ سے جس کی تلقین خدا تعالیٰ کرتا ہے ہمارے دلوں میں مایوسی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ایسی پیدا ہونا چاہیئے کیونکہ خوف اپنی جگہ پر قائم ہے اور امید اپنی جگہ پر قائم ہے۔ گو ہمیں ڈرتے ڈرتے زندگی کے دن گزارنے چاہئیں لیکن اس کے ساتھ ہی زندگی کے کسی لمحہ میں بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مایوسی مومن کی علامت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافر کی علامت قرار دیا ہے جیسا کہ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔
(یوسف ع ۱۰)

اصل بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی انسان ناامید نہیں ہوتا۔
غرض

خوف اور مایوسی میں بڑا فرق ہے

اور ہمیں اس فرق کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ کہا ہے کہ وہ شخص یا قوم جو خوف کے مقام کو اختیار کرتی ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گذارتی ہے۔ وہ اسے دو جنتیں دیتا ہے ایک جنت اسے اس ورلی زندگی میں عطا ہوتی ہے اور ایک جنت اخروی زندگی میں اسے ملتی ہے۔ اولی زندگی کی جنت کا اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے جو میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں سنائی تھی۔ کیونکہ جس معاشرہ میں غیبت نہ ہو۔ جس معاشرہ میں تحزب ومباہات نہ کیا جائے۔ جس معاشرہ میں کوئی شخص بھی اپنے بھائی سے تکبر کے ساتھ پیش نہ آئے۔ اسی میں عجب اور خود پسندی کا مظاہرہ نہ ہو کوئی ایک دوسرے پر حسد نہ کر رہا ہو۔ بلکہ سارے ہی ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہوں۔ جس معاشرہ میں

خدا تعالیٰ کی عبادت

ریا کے طور پر نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ ہو۔ یعنی ہر ایک شخص مخلصانہ دل کے ساتھ اپنے رب کو یاد کر رہا ہو۔ تمام لوگ اپنے تمام اعمال محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجا لاتے ہوں۔ تو ایسا معاشرہ یقیناً جنت کا معاشرہ ہے جس میں کوئی شخص دوسرے کو دکھ دینے کا باعث نہیں بنتا ہر شخص کو جسمانی اور روحانی دونوں قسم کا سکون حاصل ہوتا ہے۔
خوف کے علاوہ

دوسری چیز

جس کا ایک مومن بندے کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ مایوسی کا نہ ہونا ہے۔ ایک مومن بندے کو اپنے رب پر کامل یقین ہونا چاہیئے۔ اور اس کا دل اس امید سے بھرا رہنا چاہیئے کہ وہ ہماری خطاؤں کو اپنی مغفرت کی چادر سے ڈھانپ دے گا۔ اور وہ محض احسان کے طور پر اور اپنی رحمانیت کی صفت کے ماتحت ہم سے سلوک کرے گا۔ اور ہمیں

اپنی رضا کی جنت

میں داخل کرے گا۔ یہ مومن بندہ کی دوسری شان ہے اور مومن بندہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

قل یا عبادی الذین
اسرفوا علیٰ انفسہم
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
ان اللہ یغفر الذنوب
جمیعا۔ انہ ھو الغفور
الرحیم۔ وانیبوا الیٰ
ربکم واسلموا لہ من
قبل ان یاتیکم العذاب
ثم لا تنصرون (زمر ع ۶)

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تُو ان تمام بندوں کو جو تجھ پر اور مجھ پر ایمان لائے ہیں

میرا یہ پیغام پہنچا دے

اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور وہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے اعمال میں کچھ تقصیر بھی ہے اور

گناہ کی آمیزش بھی ہے اور بعض لغزشیں بھی ان سے سرزد ہوئی ہیں۔ تم اللہ تعالےٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالےٰ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اگر تم سے بار بار تقصیریں اور گناہ سرزد ہوں تب بھی تم مایوس نہ ہو کیونکہ وہ بار بار رحم کرنے والا ہے اور تم سب اپنے رب کی طرف جھکو اور اس کے پورے پورے فرماں بردار بن جاؤ۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کے مطابق اچھے اعمال بجا لاؤ اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کی خاطر ان باتوں سے بچو جن سے بچنے کی اس نے تمہیں تلقین کی ہے۔

اور من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون۔ پیشتر اس کے کہ ایسا عذاب نازل ہو جس کے نازل ہونے کے بعد تمہاری مدد کو کوئی نہ پہنچ سکے یعنی اپنی زندگی میں اور موت سے پہلے اگر تم فرماں بردار بننے کی کوشش کرتے رہو گے تو اللہ تعالےٰ یقیناً بخشنے والا ہے

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا

لیکن اگر تم اپنی زندگی میں اور جب تک تمہارے ہوش و حواس قائم رہتے ہیں خدا تعالےٰ کی طرف توجہ نہ کرو اور اس کی پرواہ نہ کرو۔ تم دین و دنیا کے ابتلاؤں کو اپنے لئے ایک مصیبت جانو۔ اور بدعملی، ریاء اور سستی میں اپنی زندگی گذار دو تو موت کے وقت پچھتانا تمہیں کوئی کام نہ دے گا بلکہ تمہیں ایسا عذاب ملے گا جس سے بچنا ممکن نہ ہوگا اور اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا یعنی اس وقت خدائے رحمان بھی تمہاری مدد کو نہیں پہنچے گا۔ پس اگر تم اللہ تعالےٰ کی نصرت، اس کی مدد، اس کی مغفرت اور رحمت کے متلاشی ہو تو اس دنیا میں اپنی نیتوں کو خالص کرو۔

تمام اعمال محض للہ بجا لاؤ

پھر اگر بشر ہونے اور ایک کمزور مخلوق ہونے کی وجہ سے تمہارے اعمال میں کوئی کوتاہی رہ جائے تو ہم بڑے ہی بخشنے والے ہیں۔ ہم تمہیں بخش دیں گے غرض اللہ تعالےٰ ہمیں مایوسی سے روکتا ہے۔ اور اپنی رحمت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور ہمیں اپنے فضل و رحم کی بڑی امید دلاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم میرا قرب، میرا وصال اور میری رضا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم میرے کہنے کے مطابق اعمال بجا لاتے رہو۔ اور تمہاری ہمت اور کوشش یہی ہو۔ تمہاری مخلصانہ نیت یہی ہو کہ تم جو نیک کام بھی کرو گے وہ اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے کرو گے اور اگر بوجہ بشر اور کمزور مخلوق ہونے کے تم سے غلطیاں سرزد ہوئیں تو میں ان غلطیوں کو معاف کر دوں گا اور معاف کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب خدا تعالےٰ اس پر مہربان ہوگا اور اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مغفرت کی چادر اس کو اوڑھا دے گا۔ تو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اللہ تعالےٰ نیک انسان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ قرآن و حدیث میں ایک طریق کا ذکر آتا ہے کہ اس کے گناہوں اور نیکیوں کا موازنہ ہوگا

مثال کے طور پر یوں سمجھ لو

کہ اچھے اور بُرے اعمال کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں رکھا جائے گا۔ بُرے اعمال اچھے اعمال کو کینسل (Cancel) کرتے جائیں گے یعنی ان کے اوپر خط تنسیخ کھینچتے چلے جائیں گے۔ اگر آخر میں نیک عمل رہ جائیں گے تو اللہ تعالےٰ اُسے جنت میں لے جائے گا۔ لیکن اگر کسی کی بداعمالیاں اس کے نیک اعمال سے زیادہ ہوں گی تو وہ اللہ تعالےٰ کے قہر کا مورد بن جائے گا۔ لیکن جس شخص کے بُرے اعمال تھے تو زیادہ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی مغفرت کی چادر ان پر ڈال دی۔ اور وہ سب معاف کر دیئے تو اس شخص کے صرف اچھے اعمال ہی باقی رہ گئے۔ تو جتنا بدلہ ان اعمال کا الٰہی قانون کے مطابق مل سکتا ہے وہ اسے مل جائے گا۔ پھر اس سے زائد بھی ملے گا کیونکہ خدا تعالےٰ کی رحمت بے حد و حساب ہے۔ میں نے عید کے خطبہ میں بتایا تھا کہ

رحمت کے لفظ میں

مغفرت اور احسان دونوں معنے پائے جاتے ہیں پس خدا تعالےٰ اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا اور پھر اچھے اعمال کا اپنے قانون کے مطابق بدلہ بھی دے گا اور پھر اپنی رحمت کے نتیجہ میں اس کو زائد بھی دے گا۔ اسی لئے تو اُخروی زندگی میں مومن کو ملنے والی جنت ابدی جنت بن جاتی ہے کیونکہ اگر انسان کو محض اس کے اعمال کا ہی بدلہ ملتا تو چاہے وہ اعمال کتنے ہی زیادہ ہوتے بہرحال اللہ تعالیٰ نے ایک وقت ختم ہو جانا تھا اور ان محدود اعمال کا بدلہ محدود ہی ملنا تھا۔ اور ایک مدت پر آکر ختم ہو جانا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ہم سے رحمت اور احسان کا سلوک کرنا ہے اس لئے اس نے ہمارے لئے ایک ابدی جنت مقدر کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

من کان یرجو لقاء ربہ
فلیعمل عملاً صالحاً
ولا یشرک بعبادۃ ربہ
احداً۔
(کہف ع ۱۲)

یعنی جو شخص ہمارا وصال چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ نیک اور مناسب حال اور ہمارے احکام کے مطابق اعمال بجا لائے اور کوشش کرے کہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے شرکوں سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کو پاک رکھے۔ اس میں کسی قسم کی آمیزش اور ملاوٹ نہ ہونے دے۔ غرض ایسا شخص جو عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کی ہی عبادت کرتا ہے اور کسی اور کے سامنے سر نیاز خم نہیں کرتا اور خدا تعالےٰ کے احکام بجا لانے کی ہر وقت کوشش کرتا رہتا ہے امید رکھ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قرب اُسے حاصل ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے مل جائے گا۔ اور جس شخص کو خدا تعالیٰ مل جائے اُسے نہ اس جہان کی جنت کی ضرورت رہتی ہے اور نہ اگلے جہان کی جنت اسے درکار ہے

دونوں جہانوں کی جنتوں کا منبع

ہو اُسے حاصل ہو گیا۔ غرض خوف اپنی جگہ پر ہے اور امید و رجاء اپنی جگہ پر ہے اسلام نے ہمیں کسی صورت میں بھی ناامید نہیں کیا۔ ہمیں ڈرایا ضرور ہے تنبیہہ ضرور کی ہے کہ تم ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گذارو۔ اور ان احکام پر عمل کرو جو ہم نے تمہارے لئے نازل کئے ہیں۔ ان بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے بچتے رہو جن سے بچنے کی ہم تمہیں تلقین کرتے رہتے ہیں۔ اور ہمیں بشارت دی ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو میں تمہارے لئے اس دنیا میں بھی جنت کا ماحول پیدا کر دوں گا لیکن تم اپنے عمل پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی ذات اتنی ارفع۔ اتنی اعلےٰ۔ اتنی شان والی اور اتنی طاقت والی ہے کہ اگر کسی انسان کے دماغ میں معروف عقل بھی ہے تو وہ ایک لحظہ کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ میں اس کی رضا کی جنت کو زور بازو سے حاصل کر لوں گا اور میں اُسے اپنے اعمال کے زور پر خوش کر لوں گا۔ اگر ہمارے اعمال خدا تعالےٰ کے ان احسانات کے مقابلہ میں رکھے جائیں جو اس نے ہم پر ہمارے پیدائش کے وقت سے لے کر موت تک کئے ہیں۔ تو

ہمارے اعمال

ان احسانوں کے مقابلہ میں بطور شکر کے بھی کافی نہیں تو جب انسان نے پہلے قرضے ہی ادا نہیں کئے اور نہ وہ ادا کر سکتا ہے تو اپنے اعمال کی جزاء کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہو۔ غرض جب تک اللہ تعالےٰ انسان کو اپنے فضل اور رحمت سے نہ نوازے اس وقت تک نہ تو اُسے جنت مل سکتی ہے اور نہ خدا تعالےٰ کی رضاء حاصل ہو سکتی ہے پس ایک طرف ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی کے لمحات گزارو۔ اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ کبھی مایوس نہ ہونا کیونکہ مایوسی کفر کی علامت ہے۔ اور وہ اسی دل میں پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کا منکر اور اس کے احسانوں کا ناشکر گذار ہو۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے ان احسانوں کو جو ہر آن اُس پر ہو رہے ہیں۔ یاد کرنے والا ہو۔ وہ اپنے اس احسان کرنے والے رب سے کس طرح مایوس ہو سکتا ہے غرض ہم نے زندگی کے یہ دن جو ہمیں عطا ہوئے ہیں ڈرتے ڈرتے گذارنے ہیں لیکن ہم نے خدا تعالےٰ سے کبھی مایوس نہیں ہونا کیونکہ وہ بڑا فضل کرنے والا بڑا رحم کرنے والا اور بڑا احسان کرنے والا ہے اور ہمیں ہمیشہ اس سے

یہ دُعا کرتے رہنا چاہیئے

کہ اے خدا ہم تو ہیچ محض ہیں ہم اور ہمارے اعمال کچھ بھی نہیں لیکن ہم تیری ذات پر کامل اور پوری امید رکھتے ہیں کہ تو ہم سے احسان، فضل اور رحمت کا معاملہ کرے گا۔ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ ہمیں اپنی رضاء کی جنت میں داخل کرے گا اور ہمیں

توفیق دے گا

کہ ہم تیرے شکر گذار اور حمد کرنے والے بندے بنے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے بندوں کے اس زمرہ میں شامل کرے جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور

اپنی رحمت سے

اُنہیں نوازتا ہے۔۔

(الفضل مورخہ ۲/۲ ۱۲)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

(۲)

ایک دوست شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ عنہ یتیمی کی حالت میں قادیان آئے اور حضرت اقدس کے رحم و کرم سے انہوں نے تعلیم پائی ان کی درخواست پر حضور کے پہلے پوتے کی دودھ پلانے پر ان کی بیوی مقرر ہوئیں۔ حضور نے یہ محسوس کر کے کہ شیخ صاحب کا گذارہ تنگ ہوگا۔ ایک پوٹلی میں کچھ روپیہ ان کے کمرے میں پھینک دیا۔ انہوں نے معلوم کر لیا کہ حضور نے ان کی تنگی کا احساس کیا ہے لیکن چونکہ ان کے کھانے پینے کی ضروریات حضور کے وسیع دسترخوان سے پوری ہو جاتی تھیں اس لئے انہوں نے زیور بنوا لیا۔

(رر ص ۲۸۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ باہر سے آمدہ ایک شدید مخالف کی جو قادیان آتے تھے خط و کتابت ہوئی۔ کبھی کبھی پنڈت موہن لال بھنوٹ خط لاتے تھے ان کا بیان ہے کہ حضرت صاحب بڑی مہربانی فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ ہنستے ہوئے ملتے اور کبھی خالی ہاتھ نہ آنے دیتے۔ اور وہ مخالف ہمیشہ پوچھتے کیا لاتے ہو۔ ایک دفعہ میں نے بتایا کہ حضرت صاحب نے مجھے نہایت عمدہ سیب دیئے ہیں۔ تو اس نے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا کہ لاؤ لاؤ میں کھاؤں گا۔ اور جھٹ میرے ہاتھ سے سیب لے کر کھانا کر دیا۔ حالانکہ میں نے ہنسی سے کہا تھا کہ دشمن کے گھر کی چیز آپ کو نہیں کھانی چاہیئے۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص ۱۴)

حضور کی شفقت حضور نہایت شفیق القلب تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب رضی اللہ عنہ عرفانی بیان کرتے ہیں کہ حضور ایک مقدمہ کی خاطر پٹھانکوٹ گئے۔ مجھے رات کو درد معدہ کا حملہ ہوا اور پیشاب پاخانہ بھی بند ہو گیا۔ میں جس کمرہ میں تھا وہاں ایک بزرگ کی نزاکت طبع کے باعث ان کے آرام کے خیال سے ہائے تک منہ سے نہ نکال سکتا تھا لیکن درد تھی کہ ہر لحظہ بڑھتی جا رہی تھی آخر میں نہایت تنگ ہو کر دوسرے کمرے میں حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جا کر لیٹ گیا کہ کروٹ بدلیں تو عرض کروں۔ چنانچہ انہوں نے کروٹ بدلی تو میں نے ہائے کہا۔ اتنے میں مجھ سے پہلے کہ مولوی صاحب سے کچھ کہتے حضور ساتھ کے کمرے سے فوراً اٹھ کر تشریف لائے اور محبت اور ہمدردی سے پوچھا میاں یعقوب علی کیا ہوا۔ اور مولوی صاحب اور سب دوست بھی جمع ہو گئے۔ حال سن کر حضور نے خود دوائی لا کر دی۔ اور ساتھ ہی اطمینان دلایا کہ گھبراؤ نہیں۔ ابھی آرام آ جائیگا۔ میں دعا بھی کرتا ہوں۔ چونکہ قافلہ نے صبح واپس ہو جانا تھا اس لئے میں بہت فکرمند تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یا تو مجھے ساتھ لے جائیں یا لاہور پہنچا دیں۔ آپ کو خاص طور پر توجہ تھی اور بار بار تسلی دیتے اور فرماتے کہ میں سب انتظام کر کے جاؤں گا اور آپ کو آرام آ جائے گا۔ اور اگر آپ کہیں گے تو میں آج نہیں جاؤں گا۔ آخر حکیم فضل دین صاحب رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ اور ایک اور دوست کو میرے پاس چھوڑا اور حکیم صاحب کو رقم دیتے ہوئے خاص طور پر تاکید کی کہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو اور جب آرام ہو جائے تو قادیان لے آئیں۔ چنانچہ دوسری گاڑی سے ہم واپس ہوئے۔ قادیان میں مجھے دو دن تک تکلیف اور ضعف رہا۔ اور حضور برابر دریافت کرتے اور مجھے تسلی دیتے رہے۔ (سیرۃ مسیح موعود حصہ دوم ص ۱۷۳ تا ۱۷۵)

میراں بخش ضلع کانگڑہ کا پہاڑی باشندہ تھا قادیان آ کر آپ کے پاس بطور خادم رہنے لگا اس کی حالت نیم وحشی کی سی تھی۔ وہ ہر ایک قسم کے آداب اور انسانیت کے معمولی لوازم سے کبھی ناواقف تھا مگر آپ کبھی اس پر ناراض نہ ہوئے تھے۔ وہ طاعون سے بیمار ہو گیا تو اسے ایک علیحدہ جگہ رکھا گیا اور حضور نے ایک شخص اس کی تیمارداری اور علاج کے متعلق انتظام کے لئے مقرر کیا اور اعلیٰ درجہ سامان مرغ کیوڑہ دیا اور چند ہدایات دیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس کی گلٹی پر جونکیں لگوا دیں اور علاج میں کوئی خرچ مضائقہ نہ کیا جائے حضور بار بار اس کی خیریت دریافت کرتے تھے وہ فوت ہو گیا تو حضور کو معلوم ہوا کہ حضور کی ہدایت کے مطابق جونکیں نہیں لگوائی گئیں کیونکہ قادیان سے نہ مل سکی تھیں۔ حضور جو کسی بڑے سے بڑے نقصان پر ناراض نہ ہوتے تھے بلکہ ناراض ہونا جانتے ہی نہ تھے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بہت ناراض ہوئے کہ اگر جونکیں یہاں سے نہیں ملی تھیں تو کیوں نہ کسی دوسری جگہ سے منگوالی گئیں خواہ کچھ بھی خرچ ہو جاتا۔

(رر ص ۱۷۵ تا ۱۷۶)

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی جو آخر نائب تحصیلدار ہو گئے تھے بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس نے گورداسپور ایک ضروری کام کے لئے جانا تھا۔ بٹالہ کی سڑک سے آپ نے الوداع کہنے والوں سے معانقہ کر کے انہیں واپس بھیج دیا اور گورداسپور ساتھ جانے والوں کو روانہ کر دیا اور مجھے ٹھہرنے کو کہا۔ اور حضور قضائے حاجت کیلئے گئے۔ اس طرح قریباً ایک گھنٹہ صرف ہو گیا۔ گاڑی کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ عرض کیا کہ بٹالہ میں میں نے اپنی لڑکی سے ملنا ہے اور وقت بہت کم ہوتا جاتا ہے۔ فرمایا آپ یکہ پر سوار ہو کر آگے چلیں اور اپنا کام کر کے پھر مجھے راستہ میں ملیں۔ عرض کیا حضور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں یکہ پر سوار ہو کر چلا جاؤں اور حضور کو اکیلا چھوڑ جاؤں اور حضور پیدل چلیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر بھی میں نے یہ جرأت نہ کی اور اپنی بات پر اصرار کرتا رہا۔ فرمایا الامر فوق الادب۔ آپ اسے ہمارا حکم سمجھیں اور فوراً سوار ہو جائیں۔ سو ناچار مجھے سوار ہونا پڑا۔ بٹالہ کے قریب سینکڑوں لوگ برلب سڑک حضور کی انتظار میں موجود تھے۔ بٹالہ پہنچ کر لڑکی کی خیر و عافیت معلوم کر کے قادیان آنے والی سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اپنے واقفکار لوگوں سے بھی کہا کہ آؤ تمہیں حضرت مرزا صاحب کو دکھاؤں۔ چنانچہ بٹالہ شہر سے نکل کر کچی سڑک پر پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ آپ تن تنہا پیدل تشریف لا رہے ہیں۔ میں یکہ سے اتر گیا لیکن حضور نے اپنے ہمراہ مجھے بھی سوار کر لیا اور حضور بٹالہ سٹیشن پر پہنچے۔

حضرت منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کی شفقت اور نوازش یاد کر کے ایسے بٹالہ جاتے ہوئے مجھ پر وجد آ گیا کہ وہ انسان جس کی زیارت کے لئے ایک کثیر تعداد لوگوں نے نکل کر راستہ پر انتظار میں ہے۔ اس کا اپنے مریدوں سے ایسا شفقت کا سلوک ہے۔ صرف اتنا کہنے پر کہ میں نے بٹالہ میں لڑکی سے ملنا تھا۔ اب وقت تنگ ہو گیا ہے اس لئے نہیں مل سکوں گا حضور نے میری معمولی خواہش کو پورا کرنے کے لئے خود تکلیف برداشت کرنی پسند کر لی۔ لیکن میرے دل کا ذرا بھی رنجیدہ ہونا پسند نہ کیا۔ منشی صاحب بعض اوقات یہ بھی کہتے کہ میں اس واقعہ کو بعض وقت یاد کرتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ اگر میں اس ضرورت کا اظہار نہ کرتا تو حضور کو یہ تکلیف نہ ہوتی۔

(رر ص ۲۴۴ تا ۲۴۶)

دشمنوں سے مروّت آپ اپنے دشمنوں سے بھی بہت مروّت کا سلوک کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی عزت و آبرو پر حرف آئے اور ان سے عفو و کرم کا معاملہ کرتے تھے۔ چنانچہ اخبار شحنۂ ہند کے ایڈیٹر نے آپ کے خلاف گندے اور توہین آمیز مضامین شائع کئے۔ وہاں کی جماعت احمدیہ کے صدر نے مقدمہ دائر کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا:۔

> ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ ضروری ہے کہ ہم صبر اور برداشت سے کام لیں۔

حضور پر امرتسر کے نہایت متعصب پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے ۱۸۹۷ء میں اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا۔ اس وقت حکومت میں پادریوں کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کیپٹن ڈگلس جو انگریز اور عیسائی تھے اور اس ضلع میں تعیناتی کے وقت حضرت مرزا صاحب کے شدید مخالف تھے) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مقدمہ جھوٹا اور بناوٹی پا کر آپ کو بری کر دیا اور کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

> میں کوئی مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔

اس مقدمہ اقدام قتل میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے جانی دشمن نے شہادت دی تا آپ قاتل ثابت ہوں۔ اور وہ ایسا دشمن تھا کہ حضور کے کفر اور قتل کے فتوے اسی نے شائع کرائے تھے۔ جب اس مقدمہ پر حضور کے وکیل نے اس کی حیثیت گرانے کے لئے کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے جو مولوی صاحب کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتے۔ تو حضور نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتے ہوئے اپنے وکیل کو ایسے سوالات سے باز رکھا اور بار بار اور بزور روکا اور کسی قدر سختی سے فرمایا کہ میں ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ میں اس کی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہتا۔

(سیرۃ مسیح موعود حصہ اول ص ۱۰۷ تا ۱۱۱)

ابتدا میں قادیان کی زمین باوجود فراخی کے احمدیوں پر تنگ تھی۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے دامن میں بعض دفعہ شریر مخالفین نے پاخانہ تک ڈلوایا۔ حضور کے چچا زاد بھائی مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین حضور کے سخت دشمن تھے۔ حضور سر دو سے حسن سلوک کرنے میں کمی نہیں کرتے تھے اس مخالفت کے باوجود مرزا امام الدین نے ایک دفعہ آپ کے مرید مہاراجہ جموں و کشمیر کے شاہی طبیب حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام حضور سے ایک چٹھی لی تاکہ وہ مہاراجہ کے خاندان میں اپنا گھوڑا معقول رقم میں فروخت کر سکیں

حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ سید احمد نور صاحب جب اپنے مکان بنانے لگے تو مرزا صاحبان مذکور کی شہ سے بعض لوگوں نے حملہ کر کے سید صاحب اور ان کے بھائی کو مارا۔ میں اور چوکیدار مرزا نظام الدین صاحب کو موقعہ پر لائے اور دکھایا کہ کس طرح تقریباً تمام مخالف گھروں کے افراد حملہ آور دل کی صورت میں موجود ہیں۔ حضور کی خدمت میں حالات عرض کئے تو فرمایا جس طرح بھی ہو باہم صلح اور سمجھوتہ کرا دینا چاہیئے۔ ہم نے کوشش کی لیکن مخالف ... سے ایک شخص کی طرف سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور سید احمد نور صاحب وغیرہ پر نالش کرا دی گئی۔ اس لئے مجبوراً بلوے کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔ جھوٹی نالش پہلی ہی پیشی پر خارج ہو گئی۔ اور بلوہ میں جن سولہ آدمیوں کا چالان ہوا۔ ان پر فرد جرم عائد ہوئی۔ شہادت صفائی بھی ہو چکی اور روئیداد مقدمہ میں جرم ثابت ہو چکا تھا۔ کرائم ہر ایک پر لازمی ثابت ہو سکتے اور لالہ ملاوا مل صاحبان اور بعض دوسروں کو ہمراہ لے کر ملزمین حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت معذرت کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کے بزرگ ہم سے حسن سلوک کرتے آئے ہیں اور پختہ وعدے کئے کہ آئندہ ایسی حرکت سرزد نہ ہو گی۔

حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے مجھے حکم دیا کہ عدالت میں جا کر کہو کہ حضرت صاحب نے ان لوگوں کو معاف کر دیا ہے اور ہم نے مقدمہ چھوڑ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس مقدمہ کا چالان پولیس نے کیا ہے۔ سرکار مدعی ہے۔ سولہ ملزم ہیں۔ پولیس سولہ ملزموں کا رہا ہو جانا کبھی پسند نہیں کرے گی۔ چونکہ ہم مدعی نہیں اس لئے بطور راضی نامہ ہم مقدمہ ختم نہیں کر سکتے۔ اور اب صرف فیصلہ سنانے کا مرحلہ باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے کر لینا چاہیئے۔ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ میری طرف سے کہہ دیا جائے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ اگر عدالت منظور نہ کرے تو اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ فوراً چلے جاؤ۔

میں نے عدالت میں جا کر یہ بات کہہ دی۔ پولیس کو قدرتی طور پر افسوس ہونا چاہیئے تھا۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ کا کیا اختیار ہے۔ سرکار مدعی ہے تمام روئیداد مقدمہ ختم ہو چکی ہے اور صرف فیصلہ سنانا باقی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ بھی ہو حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے۔ آپ کا جو اختیار ہے وہ کریں ہم کو یہی حکم ہے اور آپ تک پہنچا دیا۔ اس پر مجسٹریٹ صاحب بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ جب حضرت صاحب نے معاف کر دیا تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں اور ملزموں سے کہا کہ ایسا مہربان انسان کم دیکھا گیا ہے جو دشمنوں کو اس وقت بھی معاف کر دے جبکہ وہ اپنی سزا بھگتنے والے ہوں۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے بزرگ کی جماعت کو تم تکلیف دیتے ہو۔ یہ مرزا صاحب کا رحم ہے کہ تم کو جیل خانہ سے بچا دیا۔

حضور کا ایک ہمسایہ نہال سنگھ جٹ تھا اور سخت دشمن تھا۔ اور ہمیشہ دوسروں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو تنگ کرتا تھا اور دکھ دینے پہنچانا اس کا معمول تھا اور اس خطرناک فوجداری جھگڑے مقدمہ میں بھی سرغنہ اور پیش پیش تھا۔ اس دوران میں اس کے بھتیجے سنتا سنگھ کی بیوی کے بیمار ہونے کی وجہ سے مشک نافہ کی ضرورت پڑی اور یہ قیمتی چیز کسی دوسری جگہ سے قادیان میں نہیں ملتی تھی۔ نہال سنگھ نے حضور کے دروازہ پر دستک دی۔ تو حضور اسے ذرا بھر انتظار میں رکھے بغیر فوراً تشریف لے آئے۔ اور حاجت معلوم کر کے نصف تولہ کے قریب مشک لا کر دیدی۔ حالانکہ اس کی ساری شرارتوں کا حضور کو علم تھا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ اوّل ص ۱۱۱ تا ۱۱۵ وحصہ دوم ص ۲۸۵)

قادیان کی ڈھاب شاملات دیہہ ہونے کی وجہ سے حضور اور آپ کے چچا زاد بھائیوں میں مشترک تھی لیکن حضور کی اجازت سے کوئی احمدی وہاں سے مٹی لیتا تو بدمعاشوں سے مارپیٹ کرانے کی کوشش کی جاتی اور سامان چھین لیا جاتا۔ اور پولیس کے پاس معاملہ جاتا تو یہ لوگ آپ کے رحم و کرم کے باعث آپ سے معافی حاصل کر لیتے۔ ایک دفعہ ان شر پسند صاحبان نے ایک نئی شرارت سوچی اور مسجد مبارک کا راستہ دیوار بنا کر بند کر دیا۔ حالانکہ یہ جگہ بھی مشترکہ تھی ... دیوار بیت فکر ... وہاں لے کے آ کر دکے ... تھے۔ اور احمدی احباب کے مکانات اور مہمان خانہ سے مسجد مبارک کو جو راستہ آتا تھا وہ بند ہو گیا۔ اور مسجد میں دن رات میں پانچ دفعہ نمازوں کے لئے آنے والے ضعیف۔ بوڑھے۔ بیمار اور نابینا افراد کو ایک لمبا چکر ایسے راستہ میں سے لگا کر آنا پڑتا تھا جو بیحد تنگ اور بہت خراب تھا۔ اور موسم برسات میں بعض بعض گر جاتے اور ان کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے۔ نیز ان مخالفین نے منتظمین میں سے حضور کے آدمیوں اور احمدیوں کو پانی لینے سے روک دیا۔ پانی لینے تو نہیں بلکہ المبلا سبابا آ ... اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی۔

چونکہ حضور جھگڑے اور مقدمہ بازی کو ناپسند کرتے تھے اس لئے آپ نے چچا زاد بھائیوں کو کہلا بھیجا کہ یہ راستہ بند نہ کرو۔ مہمانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور بیشک میری کسی اور جگہ پر قبضہ کر لو۔ لیکن انہوں نے یہ صلح کی بات قبول نہ کی۔ مقدمہ ہوا۔ عدالت کے فیصلہ سے دیوار گرائی گئی۔ اور خرچہ اور ہرجانہ بھی فریق مخالف پر ڈالا گیا۔ اس وقت مرزا امام الدین فوت ہو چکے تھے۔ مرزا نظام الدین صاحب کی بیٹی حضور کی خدمت میں مقدم گو ... داستان بتی کہ خرچہ وغیرہ کی ڈگری کے اجرا کا نوٹس میرے نام آیا ہے۔ اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ قانوناً آپ کو حق ہے۔ اور ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہی ہے۔ آپ رحم کر کے معاف فرما دیں تو آپ اس قابل ہیں۔ اگر معاف نہ کریں تو بالاقساط وصول کریں۔ حضور اپنے وکیل کو سخت ناراض ہوئے کہ بغیر میری اجازت کے ڈگری کا اجرا کیوں کرایا گیا اور فرمایا آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجرا نہ کرایا جاوے۔ ہم کو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔ اور اسی وقت مرزا نظام الدین صاحب کے نام ایک خط لکھا جس میں نہایت ہمدردی کا اظہار کر کے یہ یقین دلایا تھا کہ ڈگری کا کبھی اجرا نہ کرایا جائے گا۔ مرزا نظام الدین صاحب پر اس خط کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی بقیہ عمر میں مخالفت چھوڑ دی۔

حضور نے نہ صرف اس ڈگری کی رقم ہی معاف کی بلکہ احسان کا سلوک بھی فرمایا۔

حضور نے اپنے مرید کو ایک قطعہ زمین دیا تو ایک کمین نے مقدمہ کر دیا۔ حضور چونکہ پسند نہ فرماتے تھے کہ شرارتوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اس لئے آپ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ جواب دہی چھوڑ دو۔ زمینوں کی پرواہ نہیں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے گا تو آپ ہی دیدے گا۔ زمین خدا کی ہے۔ فریق مخالف نے تکلیف دہی کے لئے حضور کو بھی شہادت کے لئے طلب کرایا تھا اور اب صرف فیصلہ سنایا جانا باقی تھا۔ جو مرید کے حق میں ہوتا اس آخری مرحلہ پر مرزا نظام الدین صاحب نے حضور کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنا حق چھوڑتے ہیں۔ مجھے ہی یہ زمین دے دیں اور میں قیمت بھی دیدوں گا اور ایک پرامیسری نوٹ بھی لکھ کر بھیج دیا۔ حضور نے یہ زمین انہیں دے دی لیکن پرامیسری نوٹ کی قیمت کبھی وصول نہ فرمائی۔ اور مرزا نظام الدین صاحب نے یہ قطعہ ایک احمدی کے پاس معقول قیمت پر فروخت کر دیا۔

(ایضاً۔ حصہ اول ص ۱۰۵ تا ۱۲۰ و حصہ دوم ص ۲۸۶ ، ۲۸۷)

قادیان کا ایک برہمن نہال چند کبھار دواج مشہور مقدمہ باز تھا۔ اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت صاحب کے خاندان کے ساتھ عموماً مقابلہ اور ضرار میں کرتے رہتے تھے اور جماعت احمدیہ کے دشمنوں کے ساتھ بھی رہتا۔ آخر عمر میں اس کی مالی حالت یہاں تک خراب ہو گئی کہ روزانہ ضروریات کے لئے بھی مشکلات پیش آنے لگیں۔ اس نے آپ کے دروازے پر آ کر ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو آپ فوراً تشریف لے آئے۔ حضور نے حال سُن کر نہ صرف تسلی دی بلکہ پچیس روپے اسے دیئے اور فرمایا کہ فی الحال اس سے کام چلاؤ۔ پھر جب ضرورت ہو تو اطلاع دینا۔ چنانچہ اس کا معمول بن گیا اور ماہ دو ماہ بعد آتا اور معقول رقم لے جاتا۔ ایک دفعہ اس نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے معقول رقم قرض لی۔ اور جب میعاد گذر گئی تو اس سے مطالبہ کیا گیا۔ تو اس نے کہلا بھیجا کہ مولوی صاحب آدمی بھیج کر بار بار تقاضا کرتے ہیں اور سارا واقعہ بیان کر کے کہا کہ مرزا جی تو مجھے ہمیشہ روپیہ دیتے ہیں اور اس سے میرا گذارہ چلتا ہے۔ یہ سُنکر حضرت مولوی صاحب نے بھی مطالبہ چھوڑ دیا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ دوم۔ ص ۲۷۸ و ۲۷۹) (باقی)

دعائے مغفرت

عاجز کی دادی سیدہ جیباً بی بی صاحبہ آف سونگھڑہ مکرم مولوی عبد الستار صاحب ایم۔ اے۔ او۔ کٹک مکرم محمد ہاشم صاحب آف جماعت ... کال مکرم لاخرہ بی بی صاحبہ والدہ مرحومی سید محمد مدنی صاحب مبلغ سلسلہ مکرم محمد صدیق صاحب آف کرڈاپلی کی والدہ صاحبہ وفات پا گئے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان سب مرحومین کا جنازہ غائب ادا فرمائیں سب کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

خاکسار
سید فضل عمر کٹکی واقف زندگی
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
اڑیسہ

نزولِ مسیح اور ختمِ نبوت کی حقیقت

صدق جدید میں شائع شدہ مضمون نزولِ مسیح پر ایک نظر

(۲)

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پس جبکہ قرآن کریم و احادیث سے پہلے مسیح کی وفات حتمی طور پر ثابت ہو گئی تو نزول مسیح سے مراد سابقہ مسیح کا نزول نہیں بلکہ مثیل مسیح کا نزول ہے۔ اور اسی کو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ پس احادیث میں نزول ابن مریم وغیرہ کے الفاظ سے مراد نزول عین مسیح نہیں کیونکہ یہ لفظ ایک محاورہ کے رنگ میں استعمال ہوا ہے ایسے مقامات میں عموماً مرد، تشبیہ محذوف ہوتا ہے اس کی مثالیں کلام عرب میں موجود ہیں۔ جو حضرات علماء کرام سے مخفی نہیں جنہیں مطالبہ پر پیش کیا جائے گا۔ بخوف طوالت یہاں اُن کا اندراج نہیں کیا گیا حدیث کے مطابق وہ نبی اللہ بھی ہے لیکن ساتھ ہی وہ اُمتی بھی ہے جس سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ نبی اور غیر اُمتی ہونا حضرات علماء کرام کو مسلم ہے۔

اور ندوی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے۔ اور آنحضور کے ایک امتی کی حیثیت میں ہوں گے اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں کوئی بھی خلل پیدا نہیں ہوتا۔

بہت خوب! حضرت مرزا صاحب نے بھی تو یہی بات بار بار پیش فرمائی ہے کہ میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع ہے بلکہ آپ نے تو اس سے بڑھ کر یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے واسطہ سے ہے۔ پھر آپ کی نبوت کیوں اور کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی ٹھہرتی ہے۔

یہ یاد رہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت میں ایک بڑا بھاری اور نمایاں فرق ہے جسے حضرات علماء کرام اگر سمجھنے کی کوشش فرمائیں تو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور وہ فرق یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر حاصل ہوئی تھی۔ لہٰذا ان کی آمد کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افاضۂ کمال ثابت نہیں ہوتا ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افاضۂ کمال عملی طور پر ثابت کرنے کے لئے آپ کے اتباع میں سے کوئی نبی بنا کر مبعوث کیا جاتا۔ سو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت نے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور طفیل اور ذریعہ اور واسطہ سے ان کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ کمال کو ثابت کر دیا ہے۔ اور یہی ختم نبوت کا منشاء ہے کہ آئندہ نبوت کا کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور واسطہ اور ذریعہ کے بغیر کسی فرد کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ قوت قدسیہ صرف اور صرف آنحضرت صلعم ہی کو حاصل ہے اور کسی نبی کو حاصل نہ تھی۔ چنانچہ اسی بارہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر اُن کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصبِ نبوت ملا۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

آپ کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ آیت اور حدیث ہر دو کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے افاضۂ کمال کو ثابت کرنے کے لئے یہ قوت قدسیہ دی ہے کہ آئندہ نبوت اور ہر قسم کے کمال کے حصول کے لئے آپ کی اتباع شرط ہے مگر پہلے انبیاء کی نبوت کے حصول میں کسی دوسرے نبی کی اتباع شرط نہ تھی۔ آنحضرت صلعم کے بعد یہ شرط اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے عملی طور پر آنحضرت صلعم کے افاضۂ کمال کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ آنحضرت صلعم تمام انبیاء سے افضل ہیں اور افاضۂ کمال میں ان سے بڑھ کر ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب علیہ السلام آنحضرت صلعم کے تابع اور خادم نبی ہیں۔ نہ کہ ان سے الگ اور مستقل اور براہِ راست نبی۔ پس چونکہ آپ کو نبوت آنحضرت صلعم کی اتباع کے طفیل اور واسطہ سے ملی ہے اس لئے وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کے منافی نہیں لیکن مسیح علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلعم کی اتباع کے بغیر حاصل ہوئی تھی۔ نہ کہ آپ کی اتباع کے واسطہ اور ذریعہ سے وہ ایک الگ قسم کی نبوت ہے۔ اس لئے ان کی دوبارہ آمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منافی ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت آنحضرت صلعم کی نبوت کے افاضۂ کمال کو ثابت کرتی ہے۔ مگر مسیح علیہ السلام کی نبوت آنحضرت صلعم کے افاضۂ کمال کو ثابت نہیں کر سکتی۔ لائق شاگرد بے شک اپنے استاد کی لیاقت و کمال کا ثبوت ہوتا ہے مگر غیر شاگرد اس کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اسی بات کی طرف حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ الہام بھی اشارہ کر رہا ہے۔ "کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم" کہ ہر قسم کی برکت آنحضرت صلعم کے طفیل مجھے حاصل ہوئی ہے پس مبارک ہے آنحضرت صلعم جیسے استاد کامل کا وجود۔ اور مبارک ہے میرے جیسے شاگرد کامل کا وجود۔

مراسلہ نگار صاحب اور ان کے ساتھی اس بات کے لئے بے شک مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وفات مسیح ناصری کو تسلیم کر لیا ہے مگر یہ امر کہ ان کے نزدیک اب سرے ہی سے کسی کی آمد کا کوئی وعدہ نہیں اور کسی کی آمد کی انتظار غیر مسلم اقوام کی سازش ہے سراسر ان کی بھول ہے کیونکہ یہ بات تو وہ بھلا مانتے ہیں کہ قرآن کریم ان غیر مسلم اقوام کی سازش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ وہ خدا تعالےٰ کا قطعی کلام ہے جس میں انہیں ذرا بھی شک و شبہ نہیں۔ لہٰذا ان سے ہماری یہ استدعا ہے کہ وہ سب سے اول خود قرآن کریم ہی پر غور کریں۔ اور ذرا سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں خود قرآن کریم ہی سے اصل حقیقت مل جائے گی۔ اور وہ واضح طور پر حسب ذیل باتیں قرآن کریم میں موجود پائیں گے۔

(۱) یہ کہنا کہ آئندہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا گمراہی کا موجب اور خدا تعالےٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے۔

(۲) یہ کہ آئندہ ضرورت کے وقت نبی آ سکتا ہے اور یہ کہ خدا کا یہ قانون اور سنت ہے کہ وہ ضرورت کے وقت نبی مبعوث کیا کرتا ہے۔ یہ قانون بدستور قائم ہے۔ تبدیل نہیں کیا گیا۔ پس دروازہ کھلا اور نبوت کا امکان ہے۔

(۳) یہ کہ اقوام کی اصلاح کے لئے اسی میں سے نبی آیا کرتا ہے نہ کہ باہر سے۔

(۴) یہ کہ وہ ضرورت کے وقت ضرور اپنی طرف سے نبی مبعوث کرے گا۔

اگر مراسلہ نگار صاحب یا مولانا ندوی صاحب ہمارے ساتھ خط و کتابت کرنا پسند فرمائیں تو ان مذکورہ امور کا ثبوت قرآن کریم سے مہیا کرنا ہم اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

مراسلہ نگار صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے اجرائے نبوت کے لئے فقہ حنفیہ کے مشہور امام ملا علی قاری کی پیش کردہ ایک موضوع یا ضعیف حدیث کا سہارا لیا تھا۔ کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو وہ میرے بعد سچا نبی ہوتا۔ اور یہ کہ قاری صاحب نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم صحیح ہے اور یہ کہ خاتم النبیین والی آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔ ان کے اس فیصلہ کو نقل کر کے مراسلہ نگار صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ ختم نبوت کا انکار کرنے پر کافر نہیں ہو سکتے تو بیچارے قادیانیوں کو کیوں کافر قرار دیا جائے۔

اس پر جناب ندوی صاحب مراسلہ نگار صاحب کی تصدیق کرتے ہیں:

فرماتے ہیں کہ یہ روایت یقیناً ضعیف بلکہ موضوع یعنی جعلی۔ بناوٹی اور جھوٹی ہے نیز فرماتے ہیں کہ امام ملا علی قاری کا فیصلہ بھی یقیناً غلط ہے۔ مگر مراسلہ نگار صاحب اور جناب ندوی صاحب میں سے کسی نے بھی روایت کے موضوع یا جعلی ہونے کا کوئی حتمی ثبوت پیش نہیں فرمایا۔ البتہ قاری صاحب کے فیصلہ کو غلط قرار دینے کے لئے صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھا ہے کہ یہ سہو کتابت ہے یا کسی نے ان کی کتاب میں الحاق کر دیا ہے اور وجہ اس کی یہ بتائی ہے کہ قاری صاحب نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ آنحضور کے بعد کسی نبی کی بعثت ممکن نہیں اور آپ کے بعد دعویٰ کرنے والا ہر مدعی نبوت کافر ہے۔ مگر انہوں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ مندرجہ فیصلہ کی تنسیخ ان کی کسی قطعی تحریر کے ذریعہ سے کرتے علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگر انہوں نے ایسا لکھا بھی ہو تو کیا ممکن نہیں کہ ان کی ایسی تحریر مذکورہ فیصلہ سے قبل کی ہو۔

آخر میں جناب ندوی صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر بالفرض یہ فیصلہ ملا علی قاری ہی کا ہے تو یہ ان کی لغزش ہے مگر ایسی بات تو ہر شخص دوسرے کے متعلق بلا دلیل کہہ سکتا ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ خود جناب ندوی صاحب ہی غلطی پر ہوں بالخصوص اس صورت میں کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اقوال سلف صالحین ان کی تردید میں موجود ہیں جنہیں وقت پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

روایت کے ثقہ ہونے کے متعلق عرض ہے کہ اگر اس کے ایک راوی کو بعض محدثین نے کمزور قرار دیا ہے تو دوسرے بعض ناقدین نے اسے قابل تعریف اور ثقہ قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

ایسی صورت میں کیا دیانتداری کا یہ تقاضا نہیں کہ انسان واضح پہلو کو اختیار کرے۔

یہ بات بھی تو سوچنے کے لائق ہے کہ روایت کی صحت و قوت صرف اس بات پر منحصر نہیں کہ اس کی سند اچھی ہو بلکہ قرآن کوئی آیت یا روایت صحیحہ اگر اس کی تصدیق کر دے تو [illegible] کافی ہے۔

(۲) اس حدیث کی صحت کا اقرار بہت سے بڑے بڑے آئمہ حدیث نے کیا ہے۔ چنانچہ شہاب علی البغدادی میں لکھا ہے کہ اما صحۃ الحدیث فلا

شبھۃ فیہ۔ کہ جہاں تک حدیث کے صحیح ہونے کا سوال ہے تو یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے اور حدیث یقیناً صحیح ہے۔

(۳) علاوہ اس کے یہ حدیث ابن ماجہ میں درج ہے اور اس کی تائید دوسری تین روایات سے بھی ہوتی ہے جو مختلف طرق سے مروی ہیں۔ مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ

" بین الحافظ السیوطی انہٗ صح عن النبی اللہ صح عن انس رض انہ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابراھیم قال لا ادری رحمۃ اللہ علی ابراھیم لو عاش لکان صدیقاً نبیاً۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ مصنفہ ابن حجر الہیثمی صفحہ ۱۵۰ مصری)

کہ حضرت امام سیوطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت ابراہیم پر ہو اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور نبی بن جاتا۔

غرضیکہ اس مفہوم کی دوسری روایات سے ابن ماجہ کی مذکورہ زیر بحث روایت کی زبردست تائید ہوتی ہے اسی لئے حضرت ملا علی قاری نے تحریر فرمایا ہے

لہٗ طرق ثلاث یقوّی بعضھا لبعض کہ یہ روایت تین سندوں کے ذریعہ سے بیان ہوئی ہے جو ایک دوسری سے تائید یافتہ ہیں۔

پس یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ مذکورہ روایت ایک صحیح حدیث ہے اور اپنے متعدد طرق و سندوں کی وجہ سے قوی اور بڑی پایہ کی حدیث ہے پس اگر کسی نے اس کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ تو اس سے اس حدیث کی صحت پر کوئی مخالف اثر نہیں پڑتا۔

قادیان میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر جلسہ

(بقیہ صفحہ ۲)

جلانے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب پاؤں کے نیچے سے مرے پانی بہا دیا کے ماتحت ربوہ کی بستی سے پانی نکل آنے کا ذکر کیا اور حضور کا سایہ آپ کے سر پر ہونے کے ضمن میں ۱۹۱۴ء میں پیغامیوں کی ناکامی اور ۱۹۵۳ء میں مخالفین کے فتنہ کے وقت الٰہی تائیدات کا ذکر کیا

اسکے بعد مکرم مولوی منظور احمد صاحب فاضل گھنوکے نے الہامی الفاظ

وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ انسان روح اور جسم کا مرکب ہے جس طرح جسم کو مختلف قسم کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اسی طرح روح بھی قسم قسم کے عوارض سے متاثر ہوتی ہے۔ پیشگوئی کے الفاظ کا ذکر کرتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ مسیحی نفس کے معنوں میں مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہت ثابت ہوتی ہے جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام قسم قسم کے مریضوں کو اچھا کر دیتے تھے یہی صفت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی۔ قرآن مجید کی مختلف آیات سے استنباط کرتے ہوئے مقرر نے ثابت کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام روحانی بیماروں کو اچھا کرتے تھے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بھی دنیا کی روحانی امراض دہریت اور الحاد کے قلع قمع کئے جانے کا ذکر کیا۔ اور اس ضمن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیکچروں ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکۃ اللہ۔ نجات۔ تزکیہ نفس نظام نو کا تفصیل سے ذکر کیا اور آخر میں آپ کی دعاؤں کے طفیل جسمانی بیماریوں سے شفا کو بھی مختصر طور پر بیان کیا

اسکے بعد مکرم مولوی عبد القادر صاحب فاضل دہلوی نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو روحانی انقلاب مقدر تھا اسکی تخم ریزی آپ کے ذریعہ ہو گئی تھی۔ مگر اسکی تکمیل قدرت ثانیہ کے مظہروں سے ہونی مقدر تھی جن میں سے ایک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غیوری کا نشان تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سخت ذہین و فہیم بنایا تھا جس کے معترف دوست و دشمن تھے جماعت احمدیہ کے افراد کو بہترین نظام میں منسلک کرنا اور تحریک جدید کے ذریعہ ایک مضبوط مالی فنڈ قائم کر کے تبلیغی مشنوں کا جال پھیلا دینا آپکے ذہین و فہیم ہونے پر دال ہے آپ بہت معاندِ قوم اور ریا و انحصت رکھنے والے تھے اسی ضمن میں تقریر

نے کئی واقعات آپ کی یادداشت وغیرہ کے بیان کرتے ہوئے سولہ سترہ سال کی عمر میں رسالہ تشحیذ الاذہان اسی عمر میں انصار اللہ کا قیام ۱۹۱۳ء میں الفضل کا اجراء اور پھر مجلس شوریٰ کا قیام۔ طبقہ نسواں کے لئے رسالہ مصباح کا اجراء سیرت النبی کے جلسوں کا اجراء۔ تحریک جدید مختلف مضامین پر تقاریر و لیکچروں وغیرہ کا تفصیل سے ذکر کیا اور بتایا کہ آپ دل کے حلیم بھی تھے جب سلسلہ کے کاموں میں کسی بے قاعدگی پر سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تو معافی مانگنے پر درگذر فرما دیتے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے پُر تھے اسی ضمن میں مقرر نے اسلام پر ہونیوالے اعتراضات کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ جواب دیئے جانے کے چیلنج دینے اور مسلمانوں کی اصلاح و بہبود کے لئے متعدد تصانیف و تفاسیر کبیر اور تفسیر صغیر کا تفصیل سے ذکر کیا۔

اس کے بعد عزیزم محمد انعام غوری متعلم مدرسہ احمدیہ نے نظم پڑھی اور پھر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

کے عنوان پر تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ اگرچہ وہ مقدس ہستی جس کا ایک ایک دن جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھا آج دنیا پر موجود نہیں مگر آپ کا نام قیامت تک قائم رہے گا۔ جلال الٰہی کے ظہور کے واقعات کے ضمن میں مقرر نے عالمگیر جنگوں اور جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھنے والے فتنہ احرار اور انکی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے اسکے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی ترقی اور پھر مخالفین کے عبرتناک انجام کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور آخر پر مصلح موعود کی تقاریر کے حوالے اقتباسات سنائے جو تائید الٰہی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب مولوی فاضل بقاپوری نے پیشگوئی کے الہامی الفاظ

وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

کے موضوع پر تقریر فرمائی اور آیت یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ دنیا کی رسم و رواج کی پابندی سے آزادی دلا کر سادہ زندگی بسر کرنے کے پروگرام پر عمل کرنیکی تلقین کا تفصیل سے ذکر کیا اسی طرح اسیروں کی رستگاری کے دیگر متعدد پہلوؤں کے ضمن میں ارتداد ملکانہ کے وقت عقائد کے لحاظ سے انکی آزادی اور مصلح موعود کے دعوے کے بعد دنیا کے اکثر ممالک کی آزادی کے حصول اور طبقہ نسواں کی اعلیٰ تربیت کو زمین کے کناروں تک شہرت پانے کے ضمن میں مقرر نے بیان کیا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود کی پیدائش سے قبل ہی مخالفین کے اعتراضات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

۲ والسلام کے متعدد اشتہارات کے ذریعہ آپ کی شہرت دنیا میں پھیلنی شروع ہو گئی تھی اور پھر چھوٹی عمر میں ہی رسالہ تشحیذ الاذہان اور بعد ازاں اخبار الفضل کے اجراء اور پھر تبلیغی مشنوں کے قیام یورپ کے سفروں کے ذریعہ آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور آج برملا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور اس پر کسی وقت سورج غروب نہیں ہوتا۔

تقریر کے آخری حصہ یعنی حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ قوموں کے برکت پانے کے ضمن میں فاضل مقرر نے آپ کے ذریعہ

۲۴۔ دنیا نے متعدد ممالک میں مساجد کے قیام اور تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر اور آپ کے قرآنی معارف سے پُر روح پرور لیکچر دینی تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کی قومیں قیامت حضرت مصلح موعودؓ سے برکت پا رہی ہیں گی۔ آخر میں صاحب صدر نے

ایڈیٹر صاحب روزنامہ "سنگم" کے نام دوسری چٹھی!

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفرپور بہار

"بدر" کے قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ چند ماہ قبل "بدر" میں سنگم کے ایڈیٹر صاحب کے نام ایک چٹھی شائع ہو چکی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسری چٹھی بھی موصوف کو بھجوائی گئی ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایڈیٹر موصوف نے پہلی چٹھی کا اچھا اثر قبول کیا ہے۔ اور زیر تبصرہ اعلان میں موصوف ان باتوں سے دستبردار ہو گئے ہیں جن باتوں کی بناء پر احمدیہ مسلم مشن مظفرپور کی طرف سے احتجاج کیا گیا تھا۔ یہ ایک نیک فال ہے اور یقیناً یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگان اور احباب جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے لہذا سلسلہ کے بزرگان کرام اور احباب سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس چٹھی کے بھی بہترین نتائج ظاہر فرمادے اور صوبہ بہار میں فوج در فوج لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بہار کی جماعتوں کو بیش از بیش دینی اور دنیوی انعامات سے نوازے۔ آمین

والسلام خاکسار
عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب سنگم پٹنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مؤقر روزنامہ سنگم ۱۹ر جنوری میں بعنوان:۔

"جماعت احمدیہ سے توبہ"

یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ:۔

"بھاگلپور (ڈاک سے) اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولوی عبدالمنان صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کے چھوٹے بھائی محترم جناب مولوی عبدالجبار صاحب مدظلہ نے کل جماعت احمدیہ سے توبہ کر کے پھر اسلام قبول کیا اور اہل سنت الجماعت میں داخل ہوئے"۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ماہ اگست ۱۹۶۵ء میں بھی آپ کے سنگم میں جماعت احمدیہ کے متعلق ایک اعلان شائع ہوا تھا جس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے تھے اور نازیبا القاب کے طور پر جماعت احمدیہ کو قادیانی جماعت لکھا گیا تھا۔ حالانکہ یہی اعلان الہی دونوں اخبار "ساتھی" میں بھی شائع ہوا تھا۔ جو نازیبا القاب اور توہین کے ارتکاب سے مبرا تھا۔

آپ کے مذکورہ اعلان پر احمدیہ مسلم مشن مظفرپور کی جانب سے پرزور احتجاج کیا گیا۔ اور قرآن کریم کی آیات پیش کر کے آپ کو توجہ دلائی گئی تھی کہ یہ رویہ صریح" قرآن کریم کی آیات کے مخالف ہے۔

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ کا حالیہ اعلان (جو اوپر درج ہے) ان دونوں باتوں سے مبرا اور پاک ہے جس کی وجہ سے خاکسار احمدیہ مسلم مشن مظفرپور کی جانب سے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اور آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے کہ آپ نے احمدیوں کے جذبات کو ملحوظ رکھ کر شرافت کا ثبوت دیا ہے ؎

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو! نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہوئے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

آپ کے اس حقیقت پسندانہ رویہ کو دیکھ کر حالیہ اعلان کی بعض دوسری جزئیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں امید ہے کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ ان حقائق پر غور فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

اوّل جماعت احمدیہ اس لئے "جماعت" کہلانے کی مستحق ہے کہ یہ مقتدی جماعت ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کی زیر قیادت زمین کے کناروں تک تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہی ہے لیکن اس کے مقابل پر دور حاضر میں "اہل سنت" کا گروہ "جماعت" کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ آج "اہل سنت" کہلانے والے فرقوں میں سے کسی فرقہ کا کوئی امام اور خلیفہ موجود نہیں ہے۔ اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ باجماعت نماز وہ ہوتی ہے جو ایک پیش امام کی اقتداء میں ادا کی جا رہی ہو۔ اگرچہ ایسی نماز کے مقتدی دو چار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے مقابل پر ہزاروں اور لاکھوں افراد بھی کسی ایک مقام پر کھڑے ہو کر اپنی اپنی الگ نماز ادا کر رہے ہوں تو اسے باجماعت نماز نہیں کہا جا سکتا بس نمازوں کی ادائیگی میں مسلمانوں کو یہ نکتہ سمجھایا گیا ہے کہ "جماعت" کسے کہتے ہیں۔

دوم اب رہا "اہل سنت" کے الفاظ کا استعمال سو نہایت ادب سے گذارش ہے کہ یہ الفاظ بھی بے محل استعمال ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں متعدد فرقہ ہائے اسلام "اہل سنت" کہلاتے ہیں۔ جن میں سے ہمارے ملک میں دو مشہور فرقے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی۔ یہ دونوں "اہل سنت" بھی کہلاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو اہل سنت سے خارج بھی قرار دیتے ہیں۔ دیوبندی بریلویوں کو مشرک بدعتی اور قبر پرست قرار دیتے ہیں۔ اور بریلوی دیوبندیوں کو خدا تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والا بتا کر "اہل سنت" سے خارج قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر بریلویوں نے اپنی ایک "سنی جمعیت العلماء" بنا رکھی ہے۔ گویا بریلوی علماء جناب مفتی عتیق الرحمن صاحب اور جناب مولوی اسعد مدنی صاحب کی جمعیت العلماء کو "اہل سنت" سے خارج یقین کرتے ہیں۔ پھر اس سے بھی آگے قدم بڑھا کر ان دونوں فرقوں کے علماء نے ایک دوسرے پر اشد ترین کفر کے فتوے لگا رکھے ہیں (جن کی تصدیق مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مفتیان کرام نے بھی کر دی ہے۔ اور یہ فتوے اس کثرت سے شائع ہو چکے ہیں کہ یہاں ان کے حوالے اور تحریریں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے صوبہ بہار میں خانقاہ رحمانی مونگیر کے بانی مولوی سید محمد علی صاحب (جنہیں آپ لوگ مجدد دوراں وغیرہ طرح طرح کے خطابات سے نوازتے ہیں) فرماتے ہیں:۔

"افسوس اور ہزار افسوس ہے کہ معاملہ برعکس ہو رہا ہے۔ اہل علم نے باہمی جنگ ایسی چھیڑ رکھی ہے کہ ...... مسلمانوں نے خود ہی اپنے مذہب کا خاتمہ کر دیا کیونکہ اس میں متعدد فرقے ہیں۔ اور ہر ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ جب سب کے قول کو ملاؤ تو دیکھو کہ کوئی بھی مسلمان رہتا ہے؟ ہرگز نہیں"۔
(حقیقت المسیح صفحہ ۲۰)

پس مولوی عبدالجبار صاحب احمدیت کو قبول کر کے اسلام سے خارج نہیں ہو گئے تھے اور نہ اب وہ احمدیت کا انکار کر کے اسلام میں "پھر" داخل ہو گئے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہی ہے جو مندرجہ بالا سطور میں بیان کر دی گئی ہے۔ اور یہ حقیقت صرف ہم نے بیان نہیں کی بلکہ نعوذ "اہلسنت" کہلانے والے علماء نے بیان کی ہے پس مولوی عبدالجبار صاحب جماعت احمدیہ سے نکل کر نہ تو کسی "جماعت" میں داخل ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی "اسلام" کو انہوں نے قبول کیا ہے۔ اور نہ ہی وہ "اہل سنت" بن گئے ہیں بلکہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ آپ یا آپ کے ہم مشرب علماء کے لئے اس مقام کا تعین کرنا ناممکن ممتنع اور محال امر ہے۔ یہ مشکل آپ کے "اہل سنت" الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔ اگر آپ یہ لکھتے کہ مولوی عبدالجبار صاحب جماعت احمدیہ سے نکل کر بریلوی ہو گئے ہیں یا دیوبندی ہو گئے ہیں تو زیادہ درست ہوتا۔ لیکن غیر احمدی علماء ایسا لکھنے سے قاصر ہیں سطور بالا میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ "اہل سنت" کہلانے والے علماء کے فتووں کی رو سے کہا گیا ہے۔

لیکن جماعت احمدیہ ایک تعمیری جماعت ہے اسے مسلمانوں کو ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کے ساتھ نہ صرف یہ کہ کوئی دلچسپی نہیں بلکہ وہ کھڑی ہی اس لئے ہوئی ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت تمام دنیا پر روحانی اور جسمانی اعتبار سے غالب آ جائے۔ اور جماعت اس لائحہ عمل پر ابھی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کی رو سے ہر وہ کلمہ گو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوا سے مسلمان یقین کرتی ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق جو شخص ہماری طرح کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کو قبلہ یقین کرتا ہے۔ اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اگرچہ ایسے شخص پر تمام فرقوں کے علماء ملکر کفر و ارتداد کے فتوے لگا دیں اور اسے امت محمدیہ اور ملت اسلامیہ سے خارج کیوں نہ قرار دے دیں جماعت احمدیہ ان تمام فتووں کو رد کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ترجیح دے گی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ نام کے مسلمانوں اور حقیقی مسلمانوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے لیکن نام کے مسلمان بھی امت محمدیہ سے خارج نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آخری زمانہ کے لئے جو پیشگوئی بیان فرمائی تھی کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ کو ناجی قرار دیا ہے۔ جو جماعت کے حکم میں ہے۔ لیکن باقی دوسرے بہتر فرقوں کو بھی اپنی امت ہی قرار دیا ہے۔ پس ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ امت محمدیہ اور ملت اسلامیہ میں سے کسی کو خارج قرار دے دیں۔

مولوی عبدالجبار صاحب جماعت احمدیہ کا انکار

مرتد ہوگئے تھے بلاشبہ کسی جماعت میں داخل نہیں ہوسکتے اور نہ ہی وہ اہلِ سنت بن سکتے ہیں۔ وہ کہاں سے گئے ہیں؟ اس کا تعین کرنا تو ان لوگوں کے ذمہ ہے جن میں شامل ہوئے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک اب بھی وہ اس وقت تک مسلمان ہیں اور امتِ محمدیہ اور ملتِ اسلامیہ کے ایک فرد ہیں جب تک وہ اسلام کا خود انکار نہ کردیں۔

سوم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (النور)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کو امن کی حالت سے تبدیل کردے گا۔

یہ ایک متفقہ حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ اسی آیت کریمہ کے تحت عالم وجود میں آئی تھی۔ اس آیت [illegible] کریمہ میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر مسلمان خلافت کے قائل رہے اور اس کے لئے مناسب کوشش کرتے رہے تو پہلی قوموں کی طرح خدا تعالیٰ ان میں بھی خلافت قائم کردے گا چنانچہ صحابہ کرام کے ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے [illegible] ایک عظیم الشان انعام [illegible] دنیا میں بھی عطا ہوا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خلافت راشدہ ختم ہوگئی۔ کیونکہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے والے نومسلم صحابہ کے معیار کو قائم نہ رکھ سکے اس لئے خلافت کا عظیم الشان انعام ان میں باقی نہ رہا۔

اب اس چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے سلسلہ خلافت کو جاری فرما دیا ہے جس کا زندہ ثبوت جماعت احمدیہ اور اس کی روز افزوں ترقی ہے مسلمانوں کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل خاص سے چودہ سو سال کے بعد پیدا کردیا ہے۔

جماعت احمدیہ "تمکین دین" کے تحت زمین کے کناروں تک پھیلتی بھی جارہی ہے اور جب کبھی اس مقدس جماعت کے خلاف مخالفتوں کی آندھیاں چلائی جاتی ہیں اور خوف کی حالت پیدا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو امن سے بدل دیتا ہے۔

چند سال ہوئے کہ پاکستان میں متعدد فرقوں کے علماء نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ملک میں لاقانونیت کی حالت پیدا کردی تھی۔ اور احمدیوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دے کر ان کے خون سے ہولی کھیلنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اور کچھ ہی دنوں کے بعد حقیقت اس کے برعکس ثابت ہوگئی۔ ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بہرحال آپ نظر اٹھا کر دیکھیں آج جماعت احمدیہ کے سوا کوئی دوسرا فرقہ اس آیت کریمہ کا مصداق آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔

دوسرے فرقے بھی اس قسم کے پروگرام بناتے رہتے ہیں تاکہ وہ کسی طرح ایک ہاتھ پر جمع ہوسکیں لیکن وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ [illegible] ایران [illegible] ہے۔

جناب مودودی صاحب نے مسلمانوں کو "انبوہ کثیر" قرار دے کر اصلاح روح کے پیش نظر "جماعت اسلامی" قائم کی تھی۔ اور سب سے پہلے خود کلمہ طیبہ پڑھ کر اس بات کا اظہار کیا تھا کہ اب وہ نئے سرے سے مسلمان ہوتے ہیں مودودی صاحب کی "جماعت اسلامی" ... کا نظام اگرچہ "نظام خلافت" نہیں کہلا سکتا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ نظام خلافت کی مناسبت کی غرض ہی سے یہ نظام اختیار کیا گیا تھا۔

اسی طرح "امارت شرعیہ" بہار نے بھی درحقیقت نظام خلافت کی روح کو حاصل کرنے کے لئے ہی "امارت شرعیہ" قائم کی تھی اور خلافت راشدہ کے "امیر المومنین" کے اتباع میں ہی اس کے سربراہ کو "امیر شریعت" کا خطاب دیا گیا تھا۔ لیکن اس میں یہ خامی ہے کہ "امیر المومنین" کے معنے تو سمجھ میں آنے والی چیز ہے۔ یعنی مومنوں کا حاکم لیکن شریعت کا حاکم کوئی انسان قرار نہیں پا سکتا وہ جب ہوگا شریعت کا تابع یا محکوم ہی ہوگا۔

پس اگر آپ ذرا بھی ٹھنڈے دل کے ساتھ آیت استخلاف کے مضمون پر غور فرمادیں گے کہ موجودہ فرقوں کو دیکھیں گے تو یہی ایک آیت کریمہ احمدیت کی صداقت کے لئے کافی ہوگی۔

چہارم خاکسار کچھ عرصہ انگلینڈ میں مستقل طور پر مقیم بھی رہا ہے اور وقتاً فوقتاً وہاں جانے کا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ خاکسار کی معلومات ذاتی کے مطابق مولوی عبد الجبار صاحب میں احمدیت کی کوئی روح موجود نہ تھی جسمانی قربانی تو وہ بے چارے کیا کرسکتے مالی قربانی میں بھی وہ احمدیت قبول کرنے کے بعد صفر دکھائی دیتے رہے ہیں۔ صحیح حالات تو مقامی جماعت ہی جانتی ہے۔ میرے نزدیک اگر انہوں نے شاذ طور پر کبھی کوئی مالی قربانی کی بھی ہوگی تو وہ محض الشاذ کالمعدوم کا حکم رکھتی ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ دور حاضر میں مالی اور جانی قربانیاں اس انداز سے پیش کررہی ہے کہ دوسرے فرقوں میں اس کی نظیر نہیں۔ اور آپ کے فرقوں کے علماء بڑی بڑی مجلسوں اور محفلوں میں صحابہ کرام رض کی جن قربانیوں کو بیان کرکے لوگوں میں مالی قربانی کی تحریک کرتے ہیں۔ احمدی لوگ صحابہ کرام کی تقلید کرکے ان کے متعلق اپنا عملی ثبوت پیش کررہے ہیں اور یہ چھوٹی سی جماعت اپنے محدود وسائل کے باوجود ان قربانیوں سے اسقدر برکت حاصل کررہی ہے کہ اگرچہ اس کا اصل بدلہ تو آخرت میں ملے گا لیکن صحابہ کرام کی طرح جماعت احمدیہ کے افراد اس دنیوی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تائیدات حاصل کررہے ہیں اور زمین کے کناروں تک اللہ تعالیٰ کی بیش از بیش نعمتوں کے وارث بنتے چلے جارہے ہیں۔

... جماعت احمدیہ کی امتیازی مالی قربانیوں کو ایک مرتبہ خود آپ نے بھی اپنے ایک مضمون میں پیش کیا تھا کہ:۔

"میں قربانیاں پیش کرنے کو تیار ہوں کہ [illegible] دہلوی، فضل احمد ایس پی اور ڈاکٹر مقصود جس طرح کے قادیانی ہیں اور اپنی آمدنی کا جو حصہ وہ اپنے مشرب کی خاطر ماہانہ وقف کرتے ہیں کاش ہم قادیانیوں پر لعن طعن کرنے کی بجائے۔ اپنے عقیدہ کے ویسے ہی پکے مسلمان ہوجائیں اور ہر ممکن جانی و مالی ایثار و قربانی کے لئے تیار ہوجائیں تو آج ہمارے یہ سارے قومی و ملی مسئلے یکسر حل ہوجائیں"۔

(ساغر نو کا اختر اورینوی نمبر صفحہ ۱۴۳)

بہرحال ایک ایسے آدمی کے جماعت احمدیہ سے نکل جانے سے جس میں جماعتی روح مفقود تھی جماعت کا کوئی نقصان نہیں۔ جماعت احمدیہ ایک ترقی پسند اور فعال روحانی جماعت ہے۔ اور اسے فعال آدمیوں کی ضرورت رہتی ہے۔ اور آئے دن لوگ نئے سے نئے جماعت میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ناچیز راقم الحروف کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کثیر تعداد نے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ بعض ۱۹۶۵ء میں بھی کچھ افراد بریلوی اور دیوبندی خاکسار کی تبلیغ سے باقاعدہ بیعت کرکے احمدیت قبول کرچکے ہیں اور ایک کثیر تعداد احمدیت کی صداقت کا اعتراف کرچکی ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہوتا رہا ہے کہ میں ایک ایک مرتد ہونے والے کے بدلہ میں جماعت لاؤں گا۔

ایک مرتد کے بدلہ میں جماعت کا آنا احمدیت کی صداقت کی دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوجایا کرتے تھے تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب وحی عبد اللہ مرتد ہوگئے تھے۔ پس کسی شخص کا احمدیت سے انکار کردینا قابلِ اعتراض نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

یاایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔

ترجمہ اے مومنو! جو تم میں سے اپنے دین سے واپس پھر جائے گا (اس کے بدلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو اسلام میں لے آئے گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتے ہوں گے وہ مومنوں کے ساتھ نرمی اور تعاون کا معاملہ کریں گے اور کافروں پر بھاری و غالب ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ واسع اور علیم ہے یعنی وہ ہر چیز کی حقیقت سے واقف و آگاہ ہے وہ اسلام کو وسعت دینا چلا جائے گا۔ اور کسی شخص کے ارتداد اختیار کرنے سے اسلام کی وسعت میں کوئی کمی نہیں آسکے گی

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ارتداد کی راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کی قوم دیگا جو مجاہد فی سبیل اللہ ہوں گے اور مضبوط دل اور جری ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اس قدر ان پر غالب ہوگی کہ وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بھی پرواہ نہیں کریں گے اور ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئے گی۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی اس آیت کریمہ کی صداقت ظاہر ہوتی رہی ہے اور آج بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ کے وجود میں بھی اس آیت کریمہ کی صداقت اظہر من الشمس ہے لہذا حسب منطوق آیت کریمہ اب بھی ہم اس انتظار میں ہیں کہ مولوی عبدالجبار صاحب کے احمدیت سے انکار کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ احمدیت کو فدائیوں کی ایک اور جماعت عطا فرما دے گا۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔

خاتمہ پر اس امر کا اظہار کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اور یہ دوسری دونوں چٹھیاں اخبار ستگم کے ایڈیٹر محترم جناب غلام سرور صاحب کے نام ہی لکھی گئی ہیں۔ اگرچہ موصوف اس وقت ڈی آئی آر کے تحت جیل میں ہیں لیکن زیر تبصرہ دونوں اعلانات اس وقت شائع ہوئے تھے جبکہ آپ جیل سے باہر اخبار کی ادارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اگست کے پہلے اعلان کے بعد آپ گرفتار ہو گئے اور دو ماہ میں آپ کے والد محترم کی علالت شدید اور وفات کے سلسلہ میں جیل سے باہر آنے کی اجازت ملی تو حالیہ دوسرا اعلان آپ کی زیر ادارت ستگم میں شائع ہوا۔ لہذا ادارہ ستگم سے میری استدعا ہے کہ وہ اس چٹھی کو موصوف تک پہنچانے کا انتظام فرماویں یا جیل سے رہائی پانے کے بعد یہ چٹھی موصوف کے حوالے کر دی جائے میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد آپ کی رہائی کے سامان پیدا فرما دے۔ آمین۔

اس موقعہ پر خاکسار آپ کی خدمت میں قلبی تعزیت بھی پیش کرتا ہے۔ ایسے حالات میں آپ کے والد محترم کا انتقال ایک المناک واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرما دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو بالآخر اس فانی دنیا کو ایک دن چھوڑنا ہے کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بالآخر خاکسار آپ کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ آپ ٹھنڈے دل کے ساتھ احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ فرماویں میں علیٰ وجہ البصیرت جانتا ہوں کہ تعصب سے پاک ہو کر احمدیت کا مطالعہ آپ کے لئے بہت زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ واللہ الموفق۔

آخر میں پھر ایک مرتبہ آپ کے اس شریفانہ رویہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ کے اخبار کے حالیہ اعلان سے ظاہر ہوتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار کے بھائی عزیز مکرم سید محمد یونس صاحب صدر جماعت سورو کے بڑے داماد عزیزم میاں غلام مصطفیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ آج چودہ تاریخ کو کٹک میں ہرنیا کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام بزرگان عظام درویشان و جملہ احباب کرام جماعتہائے احمدیہ سے عاجزانہ گذارش ہے کہ دعا فرماویں کہ مولا کریم محض اپنے فضل و کرم سے عزیز موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین یا رب العالمین

خاکسار سید محمد زکریا احمدی عفا عنہ
صدر جماعت احمدیہ بھدرک اڑیسہ

۲۔ اس وقت میں بیمار ہوں اور میرا لڑکا امتحان دینے والا ہے براہ مہربانی دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور میرے لڑکے کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین۔

خاکسار محمد شمس الحق معلم مدرسہ احمدیہ بنگال

۳۔ چونکہ ہمارے خاندان کے بچوں یعنی عزیزہ مبارکہ بانو اور عزیزہ مسعودہ اختر نے پی۔ یو۔ سی۔ عزیزہ محمودہ بیگم اور حلیمہ بانو نے میٹرک عزیز ظفر اللہ اور عزیز مشتاق احمد نے ہائر سیکنڈری کے امتحانات مارچ ۶۶ء میں دینے ہیں اس لئے احباب کرام سے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر جملہ عزیزوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ باندی پورہ کشمیر۔

امتحان پیشگوئی مصلح موعود ناصرات الاحمدیہ قادیان

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر بچیوں کی کھیلیں تو ہوتی ہیں لیکن ضروری ہے کہ سب احمدی بچیوں کو اس عظیم الشان پیشگوئی کے متعلق ذاتی واقفیت حاصل ہو۔ اس لئے پیشگوئی کے متعلق بچیوں کا امتحان بھی لیا جائیگا۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں ناصرات کے بڑے گروپ کے لئے آسان سوال اور ان کے جواب یاد کروائے گئے۔ اور یوم مصلح موعود سے ایک دن قبل مورخہ ۱۹ فروری کو تحریری امتحان لیا گیا جس میں چالیس لڑکیاں شریک ہوئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب نے اچھے نمبر لئے عزیزہ صبیحہ سلطانہ بنت مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی اول اور صاحبزادی امۃ العلیم عصمت بنت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب دوئم اور فاطمہ زہرہ بنت محمد احمد صاحب نسیم سوئم آئیں۔

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے خواتین کے جلسہ یوم مصلح موعود کے موقعہ پر ان تینوں بچیوں کو علی الترتیب ۱۰، ۷، ۵ روپے انعام دیئے اور چھوٹے گروپ کی عزیزہ نزہت سلطانہ اور عزیزہ نصیرہ بیگم جو ہمت کر کے باوجود کم عمر ہونے کے اس امتحان میں شریک ہوئیں۔ اور اچھے نمبر لئے ان دونوں کو محترمہ صدر صاحبہ مرکزیہ نے اسپیشل انعام عنایت فرمائے۔ مذکورہ امتحان کا نتیجہ اسم وار درج ذیل ہے: (کل نمبر ۵۰ تھے)

نام	نمبر		نام	نمبر
صبیحہ سلطانہ	۴۴½	اوّل	رشیدہ سلطانہ	۴۰
صاحبزادی امۃ العلیم عصمت	۴۴	دوم	جمیلہ سلطانہ	۴۰
فاطمہ زہرہ	۴۳½	سوم	نافعہ بیگم	۴۰
مسعودہ بیگم	۴۳		صفیہ نصرت	۳۹
ریحانہ شاہین	۴۳		بشریٰ صدیقہ	۳۹
نجمہ پروین	۴۲		امۃ الحبیب	۳۹
نصرت بیگم	۴۲		امۃ النصیر ککو	۳۹
ممتاز مسرت	۴۲		بشریٰ بیگم	۳۸
بشریٰ شہزادی	۴۲		امۃ الحفیظ	۳۶
بشریٰ قادیانی	۴۲		شکیلہ	۳۵
بشریٰ مبشر	۴۱		امۃ الکریم	۳۴
امۃ العلیم	۴۱		امۃ النصیر نیاز	۳۵
امۃ العلیم کشمیری	۴۱		نصیرہ بیگم	۳۳
حمیدہ بانو	۴۱		خالدہ پروین	۳۳
مریم بیگم	۴۱		نزہت سلطانہ	۳۰
سلیمہ بیگم	۴۱		صادقہ پروین	۲۶
بشریٰ صادقہ	۴۱		امۃ النصیر منصورہ	۲۵
منورہ سلطانہ	۴۱		حمیدہ بشریٰ	۲۴
محمودہ بیگم	۴۰		عصمت بانو	۲۰
امۃ اللطیف	۴۰		رفعت اللہ	۳۱

خاکسارہ حلیمہ بشریٰ لقاپوری
سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ قادیان

برائے داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغین سلسلہ کی ضرورت کے پیش نظر ہر تعلیمی سال ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی رہی ہے، چنانچہ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے امسال بھی مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے طلباء درکار ہیں۔ احباب جماعت ہائے ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت سلسلہ کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز میں بھیجیں ان سلسلہ میں داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۱۵ مارچ ۶۶ء تک حاصل کر کے مکمل خانہ پری کے بعد یکم اپریل ۱۹۶۶ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ اس ضمن میں درج ذیل امور قابل توجہ ہیں۔ ۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل (سٹینڈرڈ) تک ہو ۔ ۔ ۔

دیش کے بچاؤ — اور — خوشحالی کیلئے اپنا

سونا گولڈ بانڈ

میں لگائیں

نیز اپنا دھن چھوٹی بچتوں میں لگائیں!

بھارت سرکار ۲۸ر فروری ۱۹۶۶ء تک گولڈ بانڈ جاری کرے گی۔

یہ بانڈ سونے یا سونے کے زیورات دے کر حاصل کریں

ضلع گورداسپور میں کہاں سے خریدیں

سٹیٹ بنک آف انڈیا بٹالہ پٹھانکوٹ اور گورداسپور

گولڈ بانڈوں سے آمدنی

۱۔ دس گرام سونے کے بدلے سرکار دو ر روپے سود سالانہ دے گی۔

۲۔ اگر آپ سونے کے زیورات سے بانڈ خریدیں تو سرکار تین روپے ہر دس گرام سونے کے زیور پر معاوضہ دیگی۔

چھوٹی بچت سکیمیں!

۱۔ **دس سالہ نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ**:۔ یہ سرٹیفکیٹ ضلع میں ہر ڈاکخانہ سے خریدے جا سکتے ہیں۔ سرکار ان سرٹیفکیٹوں پر میعاد پوری ہونے پر ۸ روپے فی صدی سالانہ سود دے گی یعنی سو روپے کے دس سال بعد ۱۸۰ روپے ملیں گے۔

۲۔ **بارہ سالہ نیشنل سرٹیفکیٹ**:۔ ان سرٹیفکیٹوں پر بارہ سال بعد ۶ ۱/۴ سود ملے گا ان سرٹیفکیٹوں کی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔

۳۔ **دس سالہ ڈیفنس سرٹیفکیٹ**:۔ ان پر ۴ ۱/۲ سالانہ سود ملے گا ان سرٹیفکیٹوں کا روپیہ ایک سال کے بعد نکلوایا جا سکتا ہے ان کی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں لگے گا۔

۴۔ **سی۔ٹی۔ڈی سکیم** (C.T.D. Scheme) ہر ڈاک خانے میں کم سے کم پانچ روپے اور زیادہ سے زیادہ تین سو روپے ماہوار قسطوں میں جمع کرائے جا سکتے ہیں۔ شرح سود پانچ سالہ کے حساب کیلئے ۴ ۱/۲ سالانہ فی صدی اور دس سالہ حساب پر ۴ ۳/۴ فیصدی سالانہ اور پندرہ سالہ حساب پر ۴ ۸/۱۰ فیصدی سالانہ سود ملے گا۔

۵۔ **پوسٹ آفس سیونگ بنک اکاؤنٹ**:۔ (P.O. Saving Bank Account) یہ کھاتہ ہر ڈاکخانہ میں کم سے کم دو روپے سے کھل سکتا ہے اس پر ۴ فیصدی سالانہ سود ملے گا۔ آپ آج ہی ڈاکخانہ میں اپنا کھاتہ کھولیں۔ مزید تفصیلات کیلئے ہر بڑے ڈاکخانہ اسٹیٹ بنک با اختیار ایجنٹوں اور ڈسٹرکٹ آرگنائزر نیشنل سیونگ سکیم جن کا دفتر ضلع کمشنری میں ہے سے ملیں۔

جاری کردہ:۔ جوگندر سنگھ آئی۔اے۔ایس ڈپٹی کمشنر گورداسپور